انبیاء کو بھی اجل آنی ہے | مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اُسی آن کے بعد اُن کی حیات | مثل سابق وہی جسمانی ہے

اَلسَّیفُ الْمَسْلُول علیٰ مُنکِرِ حیاۃِ الرَّسُولِ

بشمول

إنباء الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء

مؤلف
بندہ مسکین ابو محمد
محمد خرم رضا عطاری عفی عنہ
ولد
محمد سلیم چشتی

فہرست

پہلے اسے پڑھ لیجیے!

بحمد اللہ تعالیٰ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رسالہ لکھنے کا ارادہ کیا اس حوالے سے علماء کرام دامت فیوضھم نے لاجواب و بے مثال تصانیف عوامِ اہلسنت کو عطا فرمائی لیکن بندہ مسکین نے سوچا کہ عوامی انداز میں ایک رسالہ مرتب کیا جائے جس میں دورِ حاضر میں بد مذہبوں کی طرف سے کئے جانے والے اعتراضات کا آسان انداز میں جواب دیا جائے اور اکابرِ دیوبند میں سے خلیل احمد سہارنپوری کی کتاب "المھند علی المفند" میں عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اس سے سوال کیا گیا تو اس نے جواب دینے کے بعد یہ کہا **ہمارا مؤقف وہی ہے جو حضرت علامہ جلال الدین سیوطی** علیہ الرحمہ **کا مؤقف ہے جو انہوں نے اپنی کتاب انباء الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء میں لکھا۔**

تو سوچا کہ رسالہ لکھنے کے بعد آخر میں من و عن المھند علی المفند کا سوال مع جواب اور حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے رسالہ کا آسان ترجمہ اسی رسالے کے ساتھ منسلک کر دیا جائے تاکہ علماء متقدمین و متاخرین دونوں حضرات کے دلائل سے یہ عقیدہ روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے۔ تو اس رسالے کے آخر میں اسے منسلک کر دیا گیا ہے

اللہ عزوجل اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمارے لئے بے حساب مغفرت کا سبب بنائے

آمین و ثم آمین

نعت شریف

انبیا کو بھی اَجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

پھر اُسی آن کے بعد اُن کی حیات
مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

روح تو سب کی ہے زندہ ان کا
جسمِ پُرنور بھی روحانی ہے

اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف
اُن کے اَجسام کی کب ثانی ہے

پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی
روح ہے پاک ہے نورانی ہے

اُس کی اَزواج کو جائز ہے نکاح
اُس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے

یہ ہیں حی اَبدی ان کو رضاؔ
صدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے

انتساب

بندہ مسکین اپنی اس ادنی سی کوشش کو اپنے والدین، اساتذہ کرام، پیر و مرشد، بالخصوص والدین کریمین مصطفی ﷺ، امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اوراعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اور جملہ سلف و صالحین علیہم الرضوان کی طرف منسوب کرتا ہے۔اللہ پاک ان تمام عظیم ہستیوں کے طفیل اس رسالے کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر عوام اہل سنت وامت مسلمہ کے عقائد کے تحفظ کا ذریعہ بنائے

آمین

بے حساب مغفرت اور بقیع میں مدفن کی دعا کا طالب

بندہ مسکین ابو محمد

محمد خرم رضا عطاری عفی عنہ

ولد محمد سلیم چشتی

مقصد تالیف

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین

امّا بعد! فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تبارک وتعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

- وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (1)

یعنی: اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا!

- وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ (2)

یعنی: اور جو اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

الحمد للہ عزوجل! اہل سنت وجماعت کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام باوجود موتِ عادی طاری ہونے کے حیاتِ حقیقی کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں (یعنی دنیاوی زندگی کی طرح زندہ ہیں) اور ان کے اجسام کریمہ صحیح وسالم رہتے ہیں اور اس عقیدے پر قرآن واحادیث شاہد ہیں۔ اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں اُس

---

(1): پارہ نمبر: ۲، سورۃ بقرہ، آیت نمبر: ۱۵۴
(2): پارہ نمبر: ۴، سورۃ ال عمران، آیت نمبر: ۱۶۹

کی راہ میں انتقال کئے ہوئے لوگوں کے بارے میں مردہ بولنا تو ایک طرف مردہ خیال کرنے سے بھی منع فرمایا ہے لیکن بعض بد قسمت اور جاہل قسم کے لوگ ایسے بھی ہیں جو معاذاللہ انبیاء کرام علیہم السلام اور بالخصوص اللہ عزوجل کے آخری نبی ہمارے آقا و مولی ﷺ کی ذات مبارکہ کے بارے میں حیات کی نفی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور عوام کے عقائد کو کمزور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جہاں جہاں باطل سر اٹھاتا ہے وہاں وہاں حق میدان مار جاتا ہے علمائے اہل سنت کئی ادوار سے باطل خیالات کا رد کرتے آئے ہیں اور اس عقیدے "**حیات النبی ﷺ**" پر کتابیں لکھتے آئے ہیں۔ اللہ پاک ان تمام حضرات کو مزید خیر و برکت نصیب فرمائے اور ان کے درجات میں مزید اضافہ بھی فرمائے۔ آمین

دورِ حاضر میں اس عقیدے پر قرآن و حدیث و افعال صحابہ کرام علیہم الرضوان سے دلائل طلب کیئے جاتے ہیں تو بندہ مسکین نے یہ خیال کیا کہ اس مختصر رسالے کے ذریعے عوامِ اہلسنت کے عقیدے کے محافظوں میں شامل ہو جائے تو اللہ پاک کے کرم سے اس مختصر رسالے کو لکھا تاکہ اس کارِ خیر میں بندہ مسکین کا بھی کچھ حصہ شامل ہو جائے، اگرچہ علمائے اہل سنت کی کتب و تحریریں مثلِ بحر ہیں اور یہ مثلِ نہر بھی نہیں لیکن رب تعالی جانتا ہے کہ **نیت کدھر کی ہے**۔ اس رسالے میں مختلف طریقوں سے حیات النبی ﷺ کے عقیدے کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے امید کرتا ہوں کہ عوامِ اہل سنت کو اس رسالے سے بھی کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور حاصل ہو گا۔

ان شاءاللہ عزوجل

اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں اور امید بھی رکھتا ہوں کہ وہ اس رسالے کو عوام اہل سنت کے عقائد کی حفاظت کا ذریعہ و معاون بنائے گا اور باطل خیالات رکھنے والے لوگوں کو صراط مستقیم عطا فرمائے گا

اور ہمارے لیے اسے اپنی اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کی رضا و خوشنودی کا ذریعہ بنا کر بے حساب مغفرت کا سبب بنائے گا

اللہ پاک ہماری اس ادنی سی کوشش کو نیکوں کے صدقے قبول و منظور فرمائے اور اخلاص کی دولت سے مالامال فرمائے۔

آمین

بے حساب مغفرت اور بقیع میں مدفن کی دعا کا طالب

بندہ مسکین ابو محمد

محمد خرم رضا عطاری عفی عنہ

ولد محمد سلیم چشتی

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ جلد:۱۴ مسئلہ نمبر :۳۱۵ کے جواب میں عقیدہ اہل سنت بیان فرماتے ہیں ۔ سوال و جواب مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

سوال : کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز نہیں پڑھتے اور کیا روضہ پاک سے باہر تشریف نہیں لا سکتے ؟

جواب: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام حیاتِ حقیقی، دنیاوی، روحانی، جسمانی سے زندہ ہیں۔ اپنے مزاراتِ طیبہ میں نمازیں پڑھتے ہیں، روزی دیئے جاتے ہیں ، جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں زمین و آسمان کی سلطنت میں تصرف فرماتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

- اَلاَنبِیَاءُ اَحیاءٌ فِی قُبورِھِم یُصَلّون [3]

یعنی: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنے مزارات میں زندہ ہیں اور نماز ادا فرماتے ہیں

(3): مسند البزار، ج:۱۳، ص:۶۲، الرقم:۶۳۹۱، مطبوعہ: مکتبۃ العلوم والحکم

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں

- اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الاَرضِ اَن تَاکُلَ اَجسَادَ الانبیاء فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرزَقُ (4)

یعنی : بے شک اللہ عزوجل نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک جسموں کا زمین پر کھانا حرام فرمادیا ہے، اللہ عزوجل کے نبی زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں!

اذن الانبیآء ان یخرجوا من قبورھم ویتصرفوا فی ملکوت السموت والارض (5)

یعنی: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے مزارات سے باہر جانے اور آسمانوں اور زمین میں تصرف کی اجازت ہوتی ہے (6)

اسی طرح امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (متوفی 911ھ) اپنی کتاب "شرحُ الصدور" میں حیاتِ انبیاء کرام علیہم السلام کا عقیدہ بیان فرماتے ہوئے دو (۲) دلیلیں دیتے ہیں کہ

---

(4): سنن ابن ماجہ، ج: ۲، ص: ۵۵۶، الرقم: ۱۶۳۷، مطبوعہ: دار الرسالۃ العالمیۃ

(5): ہمیں اصل نسخہ میں عبارت یوں ملی: وأُذِنَ لَهُمْ بِالخُرُوجِ مِن قُبُورِهِمْ والتَّصَرُّفِ فِي المَلَكُوتِ العُلْوِيّ والسُّفْلِيّ (الحاوی للفتاوی، ج: ۲، ص: ۲۶۳، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ)

(6): فتاوی رضویہ، ج: ۱۴، ص: ۶۸۵، مسئلہ نمبر: ۳۱۵، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن

پہلی دلیل

حضرت سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

جمعہ کے دن مجھ پر درود پاک کی کثرت کرو کیونکہ تمہارا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے درود آپ پر کیسے پیش ہوں گے آپ تو رمیم (یعنی گلی ہڈی) ہو چکے ہوں گے۔ (یہ سوال انکار کیلئے نہیں بلکہ کیفیت پوچھنے کے لئے ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ہمارے درودوں کی پیشی فقط آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر ہو گی یا روح مع الجسم پر[7]) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا:

انَّ اللہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجسَادَ الانبیاءِ[8]

یعنی: اللہ عزوجل نے انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر حرام فرمادیا ہے۔

---

(7): مرآۃ المناجیح، ج۲، ص:۳۱۵، مطبوعہ: نعیمی کتب خانہ
(8): سنن ابوداؤد، ج:۲، ص:۲۷۹، الرقم:۱۰۴۷، مطبوعہ: دارالرسالۃ العالمیہ

دوسری دلیل

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کا درود پڑھتے ہی مجھ پر پیش کر دیا جاتا ہے میں نے عرض کی اور وصال شریف کے بعد؟ ارشاد فرمایا

وَبَعدَ المَوتِ اِنَّ اللہ حَرَّمَ عَلَی الاَرضِ اَن تَاکُلَ اَجسَادَ الاَنبِیَاءِ (9)

یعنی: وصال کے بعد بھی کیونکہ اللہ عزوجل نے انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام فرمادیا ہے۔(10)

اسی طرح صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اُسی طرح بحیات حقیقی زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں تصدیق وعدہ الٰہیہ (یعنی اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا! کُلُّ نَفسٍ ذَائِقَۃُ المَوتِ (11) یعنی ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے) کے لیے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی پھر

---

(9): سنن ابن ماجہ، ج:۲، ص:۵۵۶، الرقم:۱۶۳۷، مطبوعہ: دار الرسالۃ العالمیہ
(10): شرح الصدور مترجم، ص:۵۳۸، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ
(11): پارہ نمبر:۴، سورۃ البقرہ، آیت نمبر:۱۸۵

بدستور زندہ ہوگئے اُن کی حیات حیاتِ شہداء سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے فلہذا (یعنی اسی وجہ سے) شہداء کا ترکہ تقسیم ہو گا اُن کی بی بی بَعدِ عدت نکاح کر سکتی ہے۔ بخلاف انبیاء کرام علیہم السلام کے، کہ وہاں یہ جائز نہیں۔(یعنی نہ ترکہ تقسیم ہوتا ہے اور نہ ہی ان کی ازواج نکاح کر سکتی ہیں)[12]

اَنبیا کو بھی اَجل آنی ہے　　مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

پھر اُسی آن کے بعد اُن کی حیات　　مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے اللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اہل سنت کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے شیر اہل سنت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص سرکار مکہ مکرمہ، سردارِ مدینہ منورہ زادھما اللہ شرفا و تعظیما حیاتِ حقیقی اور جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اپنی نورانی قبروں میں اللہ عزوجل کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں، سنتے ہیں، دیکھتے ہیں، جانتے ہیں، کلام فرماتے ہیں اور سلام کرنے والوں کا جواب دیتے ہیں، چلتے پھرتے اور آتے

(12): بہار شریعت، ج:۱، ص:۵۸-۶۰، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ

جاتے ہیں جس طرح چاہتے ہیں تصرفات فرماتے ہیں اور اپنی امتوں کے احوال و اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں (13)

محترم قارئین کرام! مذکورہ تمہیدی گفتگو سے معلوم ہوا کہ اہلِ حق کا عقیدہ "حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے حوالے سے کیا ہے؟ اہلسنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اللہ عزوجل نے انہیں اپنے فضل سے اختیارات عطا فرمائے ہیں ۔ وہ تمام اللہ عزوجل کے اذنِ خاص سے تصرفات فرماتے ہیں۔ بعض لوگ اس حوالے سے وسوسوں کا شکار نظر آتے ہیں اور معاذاللہ شیطانی وسوسوں میں پھنس کر اس عقیدے میں شک و شبہات کا شکار ہو جاتے ہیں العیاذ باللہ بات یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہو جاتے ہیں ۔ حالانکہ اس عقیدے کے ثبوت کو اگر ہم صرف یوں سمجھنے کی کوشش کریں کہ اللہ عزوجل خود قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (14)

یعنی: بے شک اللہ عزوجل ہر شے پر قادر ہے

منکرین اس بات کو مانتے بھی ہیں پھر بھی تصرفات و اختیارات انبیاء کرام علیہم السلام کے منکر ہیں حالانکہ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے فضل

---

(13): مقالات کاظمی ج:۲، ص:۲
(14): پارہ نمبر:۱، سورۃ البقرہ، آیت نمبر:۲۰

سے انبیاء کرام علیہم السلام حیات ہیں اب ہم منکرین سے پوچھتے ہیں کہ کیا اللہ عزوجل انبیاء کرام علیہم السلام کو ایسی حیات دینے پر قادر نہیں؟ جب ہے تو معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام حیات ہیں اور سردارِ انبیاء کرام علیہم السلام تو بدرجہ اولیٰ حیات ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

محترم قارئین کرام ! اسی تمہیدی گفتگو پر بس نہیں حالانکہ ہماری اسی گفتگو کو بنظرِ ایمان دیکھا اور پڑھا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مسلک اہل سنت وجماعت کا یہ عقیدہ جسے عقیدہ "حیات النبی ﷺ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔اس عقیدے کی تائید تمہیدی گفتگو میں بھی قرآن و حدیث ،اقوال صحابہ کرام علیہم الرضوان اور سلف و صالحین علیہم الرضوان کے اقوال سے ہو گئی۔(لیکن)

اب ہم "عقیدہ حیات النبی ﷺ" کو عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کریں گے تاکہ ہر جہت سے ہم اپنا عقیدہ حیات النبی ﷺ ایسا واضح کر سکیں کہ شیطانی وسوسوں کی نہ صرف کاٹ ہو بلکہ یہ دلائل اس عقیدے کو تسلیم کرنے والوں کے لئے مضبوطی کا سبب بنیں۔ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ ہمارے عقائد کی حفاظت فرمائے اور ہماری اس ادنی سی کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اس تحریر کو عقیدہ حیات النبی ﷺ کے اثبات اور تقویت کے لئے معاون بنائے۔آمین

اس سے قبل کہ دلائل کو بیان کیا جائے اس رسالے میں دلائل کو کس ترتیب سے بیان کیا جائے گا اس ترتیب کو بیان کرنا بہتر سمجھتا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کو کن کن دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ سب سے مقدم دلائل قرآنیہ پھر ان آیات کی علمی اعتبار سے وضاحت، پھر احادیث مبارکہ سے دلائل اور اس سے ثابت ہونے والے اہم نکات و استدلال پھر اقوال صحابہ کرام علیہم الرضوان سے اس عقیدے کی تائید کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اس حوالے سے کیا مؤقف تھا۔ پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ایسے افعال کا سرانجام دینا جن سے عقیدہ حیات النبی ﷺ ثابت ہوتا ہے۔ پھر سلف و صالحین کے اقوال وغیرہ سے عقیدہ حیات النبی ﷺ پر کلام کیا جائے گا۔اور آخر میں "منکرین کو دعوتِ فکر اور کچھ کام دیئے جائیں گے تاکہ قارئین کرام فیصلہ کر سکیں کہ جانب حق کون ہے؟ یہ تمام باتیں فقط اس لیے بیان کی جارہی ہیں تاکہ اہل حق کی ذمہ داری پوری ہو سکے اور باطل اپنی جگہ پہنچ جائے کیونکہ

لَوسَکَتَ اَھلُ الحَقّ عَن بَیانِ الحَقّ
لَتَوَھَّمَ اَھلُ البَاطِلِ اَنَّھُم عَلی حَقّ

یعنی: اگر اہل حق حق بیان کرنے سے چپ ہو جائیں تو اہل باطل گمان کریں گے کہ وہ اہل حق ہیں

لہذا حق یہی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں لہذا ہمارے اس رسالے کے ذریعے بھی حق بیان کیا جائے گا تو اللہ عزوجل کی رحمت سے اُمیدِ

کامل ہے کہ باطل نظر نہیں آئے گا۔ کیونکہ جَآءَ الحَقُّ وَزَھَقَ البَاطِلُ [15] "ان شاء اللہ عزوجل۔" قُلِ الحَقَّ وان کانَ مُرًّا [16] سچ بولو اگرچہ کڑوا ہو، ہم یہاں مناسب سمجھتے ہیں کہ اس مقام پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ایک فتویٰ بیان کیا جائے جس میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ حیات النبی ﷺ کے منکر کی امامت کے بارے میں کئے گئے سوال کا جواب ارشاد فرمارہے ہیں! چنانچہ سوال مع جواب بیان کیا جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ:

سوال: حیات النبی ﷺ سے خالد کو انکار ہے اور مدینہ طیبہ کی زیارت سے بھی حافظِ قرآن مذکورہ کو انکار ہے یہاں تک کہ بہت سے مسلمانوں کو خانہ کعبہ سے لوٹا لایا اور نہ جانے دیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں کیا حکم ہے؟

بینوا توجروا

جواب: خالد گمراہ بد دین ہے اسے امام بنانا جائز نہیں حضور پُر نور سید عالم ﷺ بلکہ جمیع انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات قرآن و حدیث و اجماع سے ثابت ہے اور زیارت مدینہ طیبہ سے انکار رکھنا مسلمانوں کو لوٹا لانا کارِ شیطان و خلاف رائے مسلمانان ہے،

---

(15): پارہ نمبر: ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر: ۸۱
(16): صحیح ابن حبان، ج: ۱، ص: ۵۳۵، الرقم: ۸۰۷، مطبوعہ: دار ابن حزم

"قال اللہ تعالیٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا"(17)

یعنی : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : جو مومنین کے علاوہ کسی کے راستے کی پیروی کرتا ہے۔ ہم اسے اس طرف پھیر دیتے ہیں جس طرف وہ پھرتا ہے اور اسے ہم جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔(18)

---

(17): پارہ نمبر:۵، سورۃ النساء، آیت نمبر:۱۱۵
(18): فتاوی رضویہ، ج:۶، ص:۵۲۵، مسئلہ نمبر:۶۵۷

"قرآن پاک اور حیات انبیاء کرام علیہم السلام"

آیئے اب ہم عقیدۂ حیات النبی ﷺ کو قرآن پاک سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ قرآن پاک کی تعلیمات سے بھی ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ اللہ عزوجل کے نیک بندے زندہ ہیں۔ اس بحث میں ہم نہ صرف یہ ثابت کریں گے کہ انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں بلکہ آیت مبارکہ کے ضمن میں کئی ایسے واقعات بھی بیان کریں گے جس سے ثابت ہو گا کہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ حیات النبی ﷺ برحق ہے۔ آیئے آیات مبارکہ کی طرف چلتے ہیں

پہلی آیت مبارکہ

اللہ عزوجل قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے!

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ [19]

یعنی: اور جو اللہ عزوجل کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

طریقہ استدلال:

مذکورہ آیات سے فقہاء و محدثین نے نبی پاک ﷺ کی حیات پر دو طریقوں سے استدلال کیا ہے

(19): پارہ نمبر: ۲، سورۃ بقرہ، آیت نمبر: ۱۵۴

دوسری آیت مبارکہ

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ[20]

یعنی: اور جو اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہر گز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے

پہلا طریقہ استدلال:

پہلا طریقہ تو **دلالۃ النص** کے طریقے سے ثابت کرنا ہے کہ جب شہید زندہ ہے اور شہید کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام تو بدرجہ اولیٰ زندہ ہیں

وضاحت: اگرچہ مذکورہ آیات مبارکہ شہداء کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کہ جو لوگ اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کر دیئے جائیں وہ زندہ ہیں، انہیں مردہ نہ کہو۔ لیکن علماءِ امت نے اس آیت کے تحت یہ استدلال بھی کیا ہے کہ جب شہداء کے لئے اتنے فضائل ہیں، ان کے لئے حیات ثابت ہے، انہیں مردہ کہنا ممنوع ہے تو جو ان سے افضل درجہ کے لوگ ہوں گے تو بطریق اولی ان کو بھی یہ فضائل و کمالات حاصل ہوں گے بلکہ افضل درجے والوں کو یہ فضائل بطریق اکمل واتم حاصل ہوں گے اور یہ بات یقینی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام شہداء سے افضل ہیں کیوں کہ شہداء امتی ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام سردار امت، شہداء کو فضیلت اس وجہ سے ملی ہے کہ انہوں نے اپنی جان کو اعلاء کلمۃ الحق کے لئے قربان کر دیا جب کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی

---

(20): پارہ نمبر: ۴، سورۃ ال عمران، آیت نمبر: ۱۶۹

تو تخلیق ہی حق کے لئے ہوئی ہے اور شہداء نے بھی انہی کے ذریعے حق کو پہچانا لہذا ثابت ہوا کہ جب انبیاء کرام علیہم السلام شہداء سے افضل ہیں تو جو کمالات شہداء کو حاصل ہیں (جیسے حیات وغیرہ) وہ انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں۔

دلیل: اللہ عزوجل نے سورۃ فاتحہ میں ارشاد فرمایا:

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ (21)

لوگوں کے اعتبار سے اس آیت مبارکہ میں سیدھے راستے کی طرف ہدایت کی دعا مانگنے کی ترغیب دلائی گئی ہے اور یہ بھی عرض کی گئی ہے کہ **مولا ان لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تو نے انعام فرمایا۔**

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے کون سے افراد ہیں جن پر اللہ عزوجل نے انعام فرمایا اور کن افراد کے راستے پر چلنے کی دعا مانگنے کا حکم فرمایا؟

آیئے یہ بات بھی ہم قرآن مجید سے معلوم کرتے ہیں کہ وہ ذی شان شخصیتیں کون ہیں؟ جن پر اللہ عزوجل نے انعام فرمایا تو قرآن مجید میں سورہ نساء کی ایک آیت سے ہمیں یہ جواب ملتا ہے

اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ (22)

---

(21): پارہ نمبر: ۱، سورۃ الفاتحہ، آیت نمبر: ۶،۵

(22): پارہ نمبر: ۵، سورۃ النساء، آیت نمبر: ۶۹

یعنی: جن پر اللہ عزوجل نے انعام فرمایا ان میں پہلا گروہ **انبیاء کرام** علیھم السلام کا ہے۔ دوسرا گروہ **صدقین** کا ہے۔ تیسرا گروہ **شہداء** کا ہے اور چوتھا گروہ **صالحین** کا ہے۔

اور اس بات پر علمائے امت کا اجماع ہے کہ انبیاء کرام علیھم السلام ہر لحاظ سے شہداء سے افضل و اعلیٰ مقام پر فائز ہے شہداء کا گروہ جو کہ ادنی درجے میں ہے ان کے لیے جب حیات ثابت ہے، ان کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے تو انبیاء کرام علیھم السلام جو کہ اعلیٰ گروہ میں شامل ہیں ان کے لئے بدرجہ اولیٰ حیات ثابت ہو گی اور جس طرح شہداء کو مردہ کہنا منع ہے تو انبیاء کرام علیھم السلام کو بھی مردہ کہنا منع ہے جب انبیاء کرام علیھم السلام پر حیات ثابت ہوئی تو سردارِ انبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بدرجہ اولیٰ ثابت ہوئی!

آیئے اس بات کو بآسانی سمجھنے کے لئے ایک مثال عرض کرتا ہوں امید ہے کہ ہر ذی شعور اس مثال کے ذریعے ہمارے مدعے "**حیات النبی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" پر ہمارا کیا ہوا کلام اچھی طرح سمجھ سکے گا! ان شاءاللہ عزوجل

اللہ عزوجل قرآن مجید سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد فرماتا ہے

اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنۡہَرۡہُمَا (23)

---

(23): پارہ نمبر: ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر: ۲۳

یعنی: اگر تیرے سامنے ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن سے اُف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا۔

آیئے اب ہم اس مثال کے ذریعے سمجھتے ہیں کہ جب شہید زندہ ہے اور اُسے مردہ نہ کہنے کا حکم ہے تو اس آیت کریمہ سے **حیات انبیاء کرام** علیہم السلام کیسے ثابت ہوئی۔

اس بیان کردہ مثال میں اللہ عزوجل نے والدین کے سامنے اف کہنے اور جھڑکنے سے منع فرمایا ہے۔ اف کہنا اور جھڑکنا ادنی درجہ ہے اور اس کے مقابلے میں مارنا یا بُرا بھلا کہنا اس سے اعلیٰ درجہ ہے۔ جب اللہ عزوجل نے ادنی درجے سے ہی منع فرمادیا تو ظاہر ہے کہ اس سے اعلیٰ درجے میں جو چیزیں آئیں گی جیسے مارنا وغیرہ وہ بھی منع ہوں گی۔ اگر کوئی نادان یہ کہے کہ اللہ عزوجل نے صرف آیت کریمہ میں اُف کہنے اور جھڑکنے سے منع کیا ہے مارنے سے نہیں تو ہر ذی شعور اُسے یہی کہے گا کہ حضرت جب اُف کہنے سے ہی منع فرمایا ہے تو بھلا مارنے کی اجازت کیسے مل سکتی ہے، جب اُف سے انہیں تکلیف ہو گی تو مارنے سے تو زیادہ تکلیف ہو گی لہذا اُف سے منع فرمایا ہے تو اس سے بڑی تکالیف تو بدرجہ اولیٰ منع ہیں۔ تو اس آیت مبارکہ سے **صرف اُف کہنے سے باز رہنا اور مارنے سے باز نہ رہنا** یہ مفہوم سمجھنے والا یقینا غلطی پر ہے۔ ٹھیک اسی طرح شہداء جو کہ انعام یافتہ حضرات میں تیسرے گروہ میں ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام پہلے گروہ میں، تو شہداء ادنی درجے میں ہوئے اور ان کے مقابلے میں انبیاء کرام علیہم السلام اعلی گروہ میں تو جب ادنی درجے والے حضرات کے لئے حیات (زندگی) ثابت کی گئی ہے تو ظاہر ہے کہ جو ان سے اعلیٰ درجے میں ہوں گے ان کی زندگی کا ثبوت بدرجہ اتم پایا جائے گا اور جب

شہداء کے حق میں مردہ کہنا حرام ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی مردہ کہنا بدرجہ اولیٰ حرام ہوگا۔اسی لیے تو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

نوٹ: اہل علم حضرات بخوبی واقف ہیں کہ اس طریقہ استدلال کو اصول فقہ کی اصطلاح میں "**دلالۃ النص**"کہا جاتا ہے۔آیئے اب ہم اصول فقہ کی روشنی میں اس طریقہ استدلال (دلالۃ النص)کو مختصراً سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

نظمِ قرآنی سے استدلال کے چار طریقے ہیں

1: عبارۃ النص سے استدلال　　2: اشارہ النص سے استدلال

3: دلالۃ النص سے استدلال　　4: اقتضاء النص سے استدلال

انہیں **متعلقات نصوص** کہتے ہیں

اب ان میں سے ہر ایک کی مختصر تعریف مع مثال و حکم بیان کی جائے گی۔

1. عبارۃ النص کی تعریف:

کسی حکم کو ثابت کرنے کیے لئے جو کلام چلایا جائے اسے عبارۃ النص کہتے ہیں

مثال: اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ [24]

یعنی: ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے

یہ کلام اس بات (حکم) کو ثابت کرنے کے لئے لایا گیا ہے کہ جو مہاجر فقیر ہیں مالِ غنیمت میں ان کا بھی حق ہے لہذا مال غنیمت کے مستحق افراد کے بیان میں یہ آیت **عبارۃ النص** ہے

عبارۃ النص کا حکم: یہ قطعیت کا فائدہ دیتی ہے جب کہ عوارض سے خالی ہو اور تعارض کے وقت اسے اشارۃ النص پر ترجیح حاصل ہوگی۔

2. اشارۃ النص کی تعریف:

نص سے بغیر کسی زیادتی کے جو معنی و حکم اشارۃً سمجھ میں آرہا ہو اسے اشارۃ النص کہتے ہیں نیز اس کے لیے کلام نہیں چلایا جاتا۔

مثال: للفقراء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔[25] اسی مثال میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر کافر مسلمان کے مال پر قبضہ کرے تو مسلمان کے مال پر کافر کی ملکیت ثابت ہو جاتی ہے اس لیے کہ اگر مسلمان کا مال اس کی اپنی ہی ملکیت میں رہے اور کفار کی اس میں ملکیت ثابت نہ ہو تو پھر مسلمان کا فقر ثابت نہیں ہوگا۔ حالانکہ آیت میں مسلمانوں کو ایسی صورت میں فقراء فرمایا گیا ہے۔

---

(24): پارہ نمبر: ۲۸، سورۃ الحشر، آیت نمبر: ۸
(25): پارہ نمبر: ۲۸، سورۃ الحشر، آیت نمبر: ۸

3. دلالۃ النص کی تعریف:

ایسا معنیٰ جو لغوی طور پر حکمِ منصوص علیہ کی علت سمجھا جائے۔

مثال: اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا [26]

یعنی: تو ان سے اُف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا

لغت کو جاننے والا شخص اس آیت کو سنتے ہی یہ بات جان لے گا کہ ماں اور باپ کو اُف کہنا اس لیے حرام ہے کہ اس میں ان کو اذیت ہوتی ہے اور اس سے **دلالۃ** یہ بھی ثابت ہو گیا کہ انہیں مارنا بھی حرام ہے کیونکہ یہ بھی اذیت کا سبب ہے۔

نوٹ: مذکورہ آیت میں اُف کہنے اور مارنے میں علتِ مشترکہ اذیت ہے اور مارنا ایسی شے ہے جو کلام میں مذکور نہیں

دلالۃ النص کا حکم: منصوص علیہ میں پائی جانے والی علت جہاں پائی جائے گی اس کا حکم بھی وہاں پایا جائے گا

نوٹ: دلالۃ النص صریح نص کے قائم مقام ہے نیز احناف کے نزدیک یہ اقتضاء النص سے قوی ہے

4. اقتضاء النص کی تعریف:

---

(26): پارہ نمبر: ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر: ۲۳

وہ معنی جسے مقدر مانے بغیر کلام کی دلالت درست نہ ہو۔

مثال: "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ "[27]

یعنی: حرام ہوئیں تم پر تمھاری مائیں۔ حالانکہ مائیں نہیں بلکہ ان سے نکاح حرام ہے لہذا کلام کے تقاضے کے مطابق یہاں "**نکاحھن**" کے الفاظ محذوف ہیں اور یہ **اقتضاء النص** ہے۔

اقتضاء النص کا حکم: اس کا حکم یہ ہے کہ اس سے ثابت ہونے والی چیز بقدرِ ضرورت ہی ثابت ہوتی ہے۔ جیسے کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے "أَنتِ طَالِقٌ" اور اس سے وہ تین طلاق کی نیت کرے تو یہ نیت درست نہیں ہے کیونکہ مذکورہ طلاق بطریق اقتضاء ہی مقدر ہو گی اور ضرورت بقدرِ ضرورت ہی ثابت ہوتی ہے اور یہ ایک طلاق سے پوری ہو جائے گی۔

دوسرا طریقہ استدلال:

دوسرا طریقہ بیان کرنے سے پہلے ایک بات جو عموماً ذہن میں آتی ہے اس کو سوال جواب کی صورت میں بیان کرنا بہتر سمجھتا ہوں!

سوال: مذکورہ آیات میں شہید کو زندہ کہا گیا ہے اور شہداء کو ہی مردہ بولنے سے منع وارد ہے تو کیا اللہ عزوجل کے آخری نبی ﷺ بصورت شہید اس حکم میں شامل ہو سکتے ہیں؟؟ اور کیا حضور ﷺ بھی شہید ہوئے ہیں؟؟؟

---

(27): پارہ نمبر: ۴، سورۃ النساء، آیت نمبر: ۲۳

جواب: جی ہاں! ہمارے پیارے پیارے آقا ﷺ بھی شہادت سے سرفراز ہوئے اس بناء پر بھی آپ ﷺ اس حکم "حیات" میں شامل ہیں۔ اب سوال یہ رہا کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ شہید کیسے ہوئے؟؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کو بھی شہادت سے سرفراز فرمایا ہے کیونکہ آپ ﷺ کا وصال زہر آلود بکری کھانے کی وجہ سے ہوا اور اس صورت میں انتقال کرنے والا بھی شہید کہلاتا ہے لہذا آپ ﷺ بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہیں

نتیجہ: سرکار ﷺ بھی شہید ہیں اور ہر شہید زندہ ہے تو نتیجہ نکلا کہ سرکار ﷺ زندہ ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اس بات پر دلائل کہ آپ ﷺ کا ظاہری وصال اسی زہر آلود بکری کھانے کے سبب ہوا:

یہاں سے بطور دلائل یہ ثابت کیا جائے گا کہ ہمارے پیارے آقا سرورِ دو عالم ﷺ کا ظاہری وصال اسی زہر آلود بکری کھانے کی وجہ سے ہوا اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس سبب سے انتقال کرنے والا بھی شہید ہوتا ہے اور اس پر دلائل کے طور پر ہم پیارے آقا ﷺ کا قربِ خاص رکھنے والے صحابہ کرام علیھم الرضوان میں سے چند اشخاص کا قول نقل کرتے ہیں! چنانچہ

پہلی دلیل

اُم المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فی مرضه الذی مات فيه: يا عائشة (رضی الله تعالى عنها)، ما أزال أجد ألم الطعام الذی أكلت بخيبر، فهذا أوان وجدت إنقطاع أبهری من ذلك السم [28]

یعنی: پیارے آقا ﷺ اپنے مرض وفات میں فرمایا کرتے تھے کہ اے عائشہ! (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں نے خیبر میں جو زہر آلود کھانا کھایا تھا اس کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں اور اس وقت میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس زہر سے میری رگِ جان منقطع ہو رہی ہے۔

محترم قارئین کرام! مذکورہ حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ وہ زہر لوٹ کر آتا تھا اور آپ ﷺ نے اس سے ہونے والی تکلیف کا کئی مرتبہ اظہار فرمایا اور یہاں تک کہ فرمایا کہ اس زہر سے میری رگِ جان منقطع ہو رہی ہے لہذا معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا ظاہری وصال اُسی زہر کے اثر سے ہوا اور زہر کے اثر سے انتقال کرنے والا بھی شہید کہلاتا ہے تو پیارے آقا ﷺ بھی شہید کہلائے اور جو شہید ہوتا ہے اس کے بارے میں اللہ عزوجل قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

---

(28): صحیح البخاری، ص: ۱۶۱۱، الرقم: ۴۱۶۵، مطبوعہ: دار ابن کثیر

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ [29]

یعنی: انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں

اور دوسرے مقام پر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ انہیں مردہ گمان بھی نہ کرو وہ تو زندہ ہیں اور انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔

اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ وہ زندہ ہیں تب ہی تو اللہ پاک نے ان کو مردہ کہنے سے منع فرمایا اور یہ بھی فرمادیا کہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور رزق بھی دیئے جاتے ہیں

تو اس گفتگو سے ثابت ہوا کہ حضور جان عالم ﷺ بحیثیت شہید زندہ ہیں لہذا آیت مبارکہ کے حکم "حیات" میں آپ ﷺ بھی شامل ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

دوسری دلیل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں"

لأن أحلف بالله تسعاً إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قُتل قَتْلاً أحبُّ إلي من أن أحلف واحدةً، وذلك بأن الله عز وجل اتخذه نبيّا وجعله شهيداً [30]

(29): پارہ نمبر: ۲، سورۃ بقرہ، آیت نمبر: ۱۵۴
(30): مسند احمد بن حنبل، ج: ۳، ص: ۵۱۴، الرقم: ۳۶۱۷، مطبوعہ: دار الحدیث

یعنی: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "نو مرتبہ اس بات پر حلف اٹھانا کہ رسول اللہ ﷺ شہید کئے گئے میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں ایک مرتبہ اس بات پر حلف اٹھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ شہید نہیں ہوئے کہ اللہ عزوجل نے نبی کریم ﷺ کو نبوت اور شہادت دونوں سے سرفراز فرمایا ہے۔

امام حاکم اور امام ذھبی نے اس روایت کو امام بخاری و امام مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا[31]

محترم قارئین کرام: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت سے معلوم ہوا کہ سرورِ دو عالم ﷺ شہادت سے سرفراز ہوئے حتیٰ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نو مرتبہ اس بات پر حلف اٹھانے کے لئے بھی تیار ہیں کہ پیارے آقا ﷺ شہید ہوئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیارے آقا ﷺ کا قرب خاص حاصل تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ہیں اور بہت بڑے فقیہ اور صاحبِ علم شخصیت تھے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمارہے ہے کہ پیارے آقا ﷺ شہید ہوئے تو معلوم ہوا آپ ﷺ زندہ ہیں

---

(31): المستدرک للحاکم، ج: ۳، ص: ۶۱، ۶۰، الرقم: ۴۳۹۴، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ

کیونکہ حکم قرآنی ہے کہ **شہید کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہے لیکن تمہیں شعور نہیں** اسی لئے اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

ان آیات کے تحت علماء کرام رحمھم اللہ السلام کے اقوال

اب آیئے علمائے کرام کے اسی آیت مبارکہ کے تحت بیان کردہ اقوال سنتے ہیں جس سے معلوم ہوگا حیات انبیاء کرام علیہم السلام برحق ہے۔ چند اقوال مع حوالہ جات بیان کیے جاتے ہیں

فقیہ و محدث علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

فَإِنَّ اللہ تعالیٰ قال فی حَقِّ الشهداء مِن أُمَّتِه (بَل أحياءٌ عند ربهم يُرزقون) فكيف سَيِّدُهم بَل رَئيسهُمُ لَأَنَّهُ حَصَلَ لَهُ أَيضًا مَرتَبَةُ الشهادة مع مزيدِ السعادة بِأَكلِ الشأة المسمومة و عودِ سَمِّها المغمومة[32]

یعنی: امت محمدی کے شہداء کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا **بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں** تو ان شہداء کے سردار بلکہ ان کے رئیس کا کیا مرتبہ ہوگا کیونکہ انہیں دیگر فضیلتوں کے ساتھ ساتھ شہادت کا مرتبہ بھی

(32): مرقاۃ المفاتیح، ج:۳، ص:۴۱۵، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ

حاصل ہوا ہے کہ ایک دفعہ زہر آلود بکری کا گوشت تناول فرمالیا تھا جس کا زہر آخری عمر میں لوٹ آیا تھا۔

محترم قارئین کرام! اس قول سے بھی یہی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا ظاہری وصال اسی زہر کے لوٹنے کے سبب ہوا اور اب تک ہم یہ بات اچھی طرح جان چکے ہیں کہ **شہید کو مردہ نہ کہو** بلکہ وہ نہ صرف زندہ ہیں بلکہ انہیں ان کے رب کے پاس رزق دیا جاتا ہے تو ہمارے پیارے آقا ﷺ بھی زندہ ہیں۔ تب ہی تو اہل سنت وجماعت کا نعرہ ہے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

آیئے اسی کے متعلق ایک اور امام کا قول سنتے ہیں! چنانچہ

عظیم محدث امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں

وَالْأَنْبِيَاءُ أَوْلَى بِذَلِكَ،فَهُمْ أَجَلُّ وَأَعْظَمُ ،وَمَا نَبِيٌّ إِلَّا وَقَدْ جَمَعَ مَعَ النُّبُوَّةِ وَصْفَ الشَّهَادَةِ،فَيَدْخُلُونَ فِي عُمُومِ لَفْظِ الْآيَةِ (33)

(33):الحاوی للفتاوی،ج:۲،ص:۱۴۸،مطبوعہ:دار الکتب العلمیہ

یعنی: انبیاء کرام علیہم السلام بدرجہ اولیٰ زندہ ہیں کہ وہ مرتبے میں ان سے (یعنی شہداء سے) بڑھ کر ہیں بلکہ کوئی ایسا نبی نہیں جس کے وصفِ نبوت کے ساتھ شہادت جمع نہ ہوئی ہو پس انبیاء کرام علیہم السلام بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہوں گے۔

محترم قارئین کرام: اس قول سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی شہداء میں داخل ہیں جب داخل ہیں تو وہ بھی زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔

جب شہداء بھی زندہ اور انبیاء کرام علیہم السلام شہداء میں داخل وہ بھی زندہ تو سردار شہداء وانبیاء کرام علیہم السلام یعنی اللہ عزوجل کے آخری نبی ﷺ وہ تو بدرجہ اولیٰ زندہ ہوئے

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

تب ہی تو عشاق کہتے ہیں

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

تیسری آیت مبارکہ

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ [34]

---

(34): پارہ نمبر: ۲، سورۃ البقرہ، آیت نمبر: ۱۴۳

یعنی: اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ہوں

چوتھی آیت مبارکہ

فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍۭ بِشَهِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا[35]

یعنی: تو کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور اے حبیب! تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے۔

ان دونوں آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ پیارے آقا مکی مدنی مصطفی ﷺ قیامت کے دن پچھلی امتوں کے اور اپنی امت کے اعمال پر گواہ ہوں گے نیز رسولوں کی تبلیغِ رسالت پر بھی گواہ ہوں گے۔ گواہی دینا اس بات کو لازم ہے کہ شہنشاہ مدینہ ﷺ اپنی وفات ظاہری کے بعد بھی اپنی امت کے احوال پر مطلع ہیں اور اطلاع بغیر حیات کے ہو ہی نہیں سکتی لہذا ان دونوں آیات مبارکہ سے بھی یہ بات معلوم ہوئی کہ ہمارے پیارے آقا و مولی ﷺ آج بھی اپنی قبرِ انور میں حیات ہیں

پانچویں آیت مبارکہ

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ[36]

یعنی: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے

---

(35): پارہ نمبر: ۵، سورۃ النساء، آیت نمبر: ۴۱
(36): پارہ نمبر: ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر: ۱۰۷

تاجدارِ رسالت ﷺ نبیوں، رسولوں اور فرشتوں عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے رحمت ہیں، دین و دنیا میں رحمت ہیں، جِنّات اور انسانوں کے لئے رحمت ہیں، مومن و کافر کے لئے رحمت ہیں، حیوانات، نباتات اور جمادات کے لئے رحمت ہیں الغرض عالم میں جتنی چیزیں داخل ہیں، سیّدُ المرسَلین ﷺ ان سب کے لئے رحمت ہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُمَا فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ کا رحمت ہونا عام ہے، ایمان والے کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا۔ مومن کے لئے تو آپ ﷺ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ ﷺ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ ﷺ کی بدولت ان کے دُنیَوی عذاب کو مؤخّر کر دیا گیا اور ان سے زمین میں دھنسانے کا عذاب، شکلیں بگاڑ دینے کا عذاب اور جڑ سے اکھاڑ دینے کا عذاب اٹھا دیا گیا[37]

جب ہمارے آقا ﷺ ہر ایک کے لیے ہر اعتبار سے رحمت ہیں تو اشیاء کے اندر حیات ہونا بھی آپ ہی کی رحمت کے باعث ہے جیسا کہ حدیث نور سے واضح ہے کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ ہر چیز کی اصل و جڑ ہیں اور دیگر تمام اشیاء آپ کی فرع و شاخ ہیں۔ اور فرع و شاخ کو جو کچھ بھی ملتا ہے وہ اصل کے ذریعہ ہی ملتا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ تمام اشیاء کی حیات بھی ہمارے پیارے پیارے آقا ﷺ ہی کے باعث ہے اور جس کے سبب

---

(37): تفسیر خازن، ج: ۴، ص: ۳۳۰، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ

حیات ہو کیا اس میں حیات نہیں ہو گی ؟؟؟ ہو گی بلکہ ضرور ہو گی لہذا ثابت ہوا کہ ہمارے پیارے آقا و مولی ﷺ حیات حقیقی کے ساتھ دنیاوی زندگی کی طرح زندہ ہیں

لہذا قرآن پاک کی روشنی سے یہ بات ثابت ہوئی کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ حق ہے اور مطابقِ قرآن ہے نہ کہ مخالف۔ تو یہ معلوم ہوا کہ عقائد اہلسنت میں سے یہ عقیدہ حیات النبی ﷺ بھی حق ہے اور اہل سنت و جماعت اہل حق ہیں

خدا اہل سنت کو آباد رکھے

عقیدے کا پرچار ہوتا رہے گا

احادیث مبارکہ اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اب ہم ان شاء اللہ العزیز احادیث مبارکہ کی روشنی میں اپنا عقیدہِ حق حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت کریں گے ہم اللہ عزوجل سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں حق بولنے اور قارئین کو حق سننے کی اور اُسے تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پہلی حدیث مبارکہ

حضرت ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اِنَّ اللہَ حَرَّمَ عَلَی الاَرضِ اَن تَاکُلَ اَجسَادَ الانبیاء فَنَبِیُّ اللہِ حَیٌّ یُرزَقُ (38)

یعنی : بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا ہے پس اللہ عزوجل کا نبی زندہ ہے، رزق دیا جاتا ہے۔

مختصر وضاحت : مذکورہ حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا۔ جب حرام فرمادیا تو زمین میں اتنی جرأت نہیں کہ وہ اللہ عزوجل کے حکم کے خلاف جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ اللہ عزوجل کا نبی زندہ ہے رزق بھی دیا جاتا ہے

(38): سنن ابن ماجہ، ج:۲، ص:۵۵۶، الرقم:۱۶۳۷، مطبوعہ: دارالرسالۃ العالمیۃ

لہذا ثابت ہوا کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ برحق ہے اور اس کی تائید مذکورہ حدیث مبارکہ سے بالکل واضح ہے

دوسری حدیث مبارکہ

امام بزار نے "مسند بزار" میں، امام ابو یعلی موصلی "مسند ابی یعلی" میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم (حیاۃ الانبیاء فی قبورھم) میں روایت نقل کرتے ہیں

"الانبیاء فی قبورھم احیاءٌ یُصَلُّون" [39]

یعنی: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں

سندی حیثیت

1. علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "مجمع الزوائد" میں حدیث مبارکہ نقل کرنے کے بعد اس کے بارے میں لکھا

"رواہ ابو یعلی والبزارُ ورجالُ ابی یعلی ثِقَاتٌ" [40]

یعنی: اسے امام ابو یعلی، امام بزار نے روایت کیا ہے اور ابو یعلی کے راوی ثقہ ہیں

2. امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

---

(39): مسند البزار، ج: ۱۳، ص: ۶۲، الرقم: ۶۳۹۱، مطبوعہ: مکتبۃ العلوم والحکم
مسند ابو یعلی موصلی، ج: ۵، ص: ۲۰۲، الرقم: ۳۴۲۵، مطبوعہ: دار الحدیث
حیاۃ الانبیاء فی قبورھم، ص: ۷۲، الرقم: ۲، مطبوعہ: مکتبۃ العلوم والحکم
(40): مجمع الزوائد، ج: ۱۷، ص: ۵۱، الرقم: ۱۳۸۳۲، مطبوعہ: دار المنہاج

وَقَدْ جَمَعَ الْبَيْهَقِيُّ كِتَابًا لَطِيفًا فِي حَيَاةِ الْأَنْبِيَاءِ فِي قُبُورِهِمْ أَوْرَدَ فِيهِ حَدِيثَ أَنَسٍ الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ [41]

یعنی: امام بیہقی علیہ الرحمہ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے قبروں میں زندہ ہونے پر ایک لطیف کتاب لکھی ہے اور اس میں حدیث انس وارد کی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے اس مقام پر اس حدیث پاک کے تمام راویوں کی ثقاہت بیان کی ہے۔

مزید فرماتے ہیں "صَحَّحَهُ البیهقی" امام بیہقی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے [42]

3. امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمہ نے بھی اس روایت کو صحیح قرار دیا فرماتے ہیں

"وَصَحَّ اَنَّہُ صلی اللہ علیہ وسلم قال الانبیاء احیاءٌ یُصَلُّون" [43]

یعنی: یہ حدیث پاک صحیح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔

---

(41): فتح الباری علی صحیح البخاری، ج:٦، ص:٥٦٢، ٥٦١، مطبوعہ: المکتبۃ الشافعیہ
(42): فتح الباری علی صحیح البخاری، ج:٦، ص:٥٦٢، ٥٦١، مطبوعہ: المکتبۃ الشافعیہ
(43): الحاوی للفتاوی، ج:٢، ص:١٦٣، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ

4. علامہ سمہوری علیہ الرحمہ (متوفی 911ھ) اس حدیث پاک کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

"ورواہ ابو یعلی برجال ثقات ورواہ البیہقی وصَحَّحَہُ" (44)

یعنی: اس روایت کو امام ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے اور اس کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

5. علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے فرماتے ہیں

"وَصَحَّ خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" (45)

یعنی: یہ حدیث صحیح ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں

6. مزید یہ کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں " **الانبیاء احیاء فی قبورھم** " انبیاء کرام علیہم السلام اپنے مزارات طیبہ میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں (46)

---

(44): وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی، ص: ۱۳۵۲، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ
(45): مرقاۃ المفاتیح، ج: ۳، ص: ۴۱۵، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ
(46): فتاوی رضویہ، ج: ۱۴، ص: ۶۶۸، مسئلہ نمبر: ۲۷۵، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن

تب ہی اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے اس عقیدۂ حق کو اشعار میں یوں بیان فرمایا:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے	مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات	مثل سابق وہی جسمانی ہے
رُوح تو سب کی ہے زندہ اُن کا	جسمِ پُر نور بھی روحانی ہے
اوروں کی رُوح ہو کتنی ہی لطیف	ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی	رُوح ہے پاک ہے نورانی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح	اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
یہ ہیں حی ابدی ان کو رضا	صدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے

مذکورہ حدیث مبارکہ "**اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ علی الارض.......حَیٌّ یُرزَقُ**" پر مزید کلام پیش خدمت ہیں۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ

"پیغمبر خدا زندہ است بہ حقیقت حیات دنیاوی" (47)

---

(47): اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ باب الجمعۃ الفصل الثالث، ج:۱، ص:۶۱۵

یعنی: خدائے تعالیٰ کے نبی دنیوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ ہیں

اور حضرت مُلّاَ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ

"لاَ فَرقَ لَھُم فی الحالینِ ولِذا قیل اولیاءُ اللہِ لا یموتُونَ ولکن یَنتَقِلونَ من دار الی دار" (48)

یعنی: انبیائے کرام علیھم السلام کی دنیوی اور بعد وصال کی زندگی میں کوئی فرق نہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اولیائے کرام مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

حضرت ملاّ علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس حدیث مبارکہ کے تحت مزید فرماتے ہیں کہ

"فالانبیاء فی قبورھم احیاءٌ" (49)

انبیاء کرام علیھم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں

اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

---

(48): مرقاۃ الفاتیح، ج:۳، ص:۴۱۴، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ
(49): مرقاۃ الفاتیح، ج:۳، ص:۴۱۰، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ

حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را در وے خلافے نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چنانکہ شہدا راست[50]

یعنی: انبیائے کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور ان کی زندگی سب مانتے آئے ہیں کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے ان کی زندگی جسمانی حقیقی دنیاوی ہے شہیدوں کی طرح صرف معنوی روحانی نہیں ہے

اہم نکات: انبیائے کرام علیہم السلام بعدِ وفات دینوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ رہتے ہیں اسی لیے شبِ معراج جب سرکار ﷺ بیت المقدس پہنچے تو انبیائے کرام علیہم السلام کو وہاں نماز پڑھائی۔ اگر انبیائے کرام علیہم السلام بعدِ وفات زندہ نہ ہوتے تو بیت المقدس میں نماز پڑھنے کے لئے کیسے آتے؟

انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگی جسمانی حقیقی دینوی ہے

انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگی جسمانی حقیقی دینوی ہے۔ شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی نہیں ہے۔ اسی لیے انبیائے کرام علیہم السلام کا ترکہ تقسیم نہیں کیا جاتا اور نہ ہی ان کی بیویاں دوسرے سے نکاح کر سکتی ہیں اور شہیدوں کا ترکہ تقسیم بھی ہوتا ہے اور ان کی بیویاں عدت گزارنے کے بعد دوسرے سے نکاح بھی کر سکتی ہیں۔

ہمارا یہ مؤقف کہ جب شہداء زندہ ہیں تو انبیائے کرام علیہم السلام بدرجہ اولیٰ زندہ ہیں۔ اس پر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ **زندہ سے کیا مراد ہے روح زندہ ہے یا روح مع الجسم؟؟؟؟؟**

---

(50): اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ باب الجمعۃ الفصل الثالث، ج: ۱، ص: ۶۱۳

جواب: اس مقام پر یہ بات ذہن نشین رہے کہ شہداء کے لئے جو زندگی ہے وہ روح مع الجسم ہے نہ کہ صرف روح کے اعتبار سے کیونکہ اگر صرف روح کے اعتبار سے زندہ ہوتے تو یہ تو کافر کی روح میں بھی پایا جاتا ہے کیونکہ روح کسی کی بھی فنا نہیں ہوتی۔ اگر یہاں صرف روحانی زندگی مراد لی جائے تو اس میں نہ تو شہید کے لئے کوئی عظمت ہے اور نہ کسی نبی کے لئے کوئی فضیلت کہ روحانی زندگی تو سب کے لئے ہی ثابت ہے تو ماننا پڑے گا کہ اس زندگی سے مراد روحانی و جسمانی دونوں ہی زندگیاں ہیں جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

فذهب كثير من السلف إلى أنها حقيقية بالروح والجسد ولكنا لا ندركها في هذه النشأة. واستدلوا بسياق قوله تعالى: عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُونَ [آل عمران: 169] وبأن الحياة الروحانية التي ليست بالجسد ليست من خواصهم فلا يكون لهم امتياز بذلك على من عداهم (51)

یعنی: کثیر علماء کرام اس طرف گئے ہیں کہ شہداء کی زندگی حقیقی زندگی ہے جو کہ روح اور جسم دونوں کے ساتھ ہے لیکن ہم اس زندگی کو سمجھ نہیں سکتے اور علماء کرام نے یہ استدلال اللہ عزوجل کے فرمان "عند ربهم يُرزَقُون" سے کیا ہے۔ کیونکہ اگر اسے صرف روحانی زندگی قرار دیا جائے تو یہ شہداء کے ساتھ خاص نہ ہوگی بلکہ یہ تو ان کے علاوہ کو بھی حاصل ہے تو اس صورت میں شہداء کے لئے کوئی امتیاز نہ رہے گا۔

---

(51): تفسیر روح المعانی، ج:۲، ص:۲۰، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربیہ

مذکورہ گفتگو سے یہ پتہ چلا کہ صاحب روح المعانی کے نزدیک بھی شہداء کی زندگی روح مع الجسم ہے اور انبیائے کرام علیہم السلام تو شہداء سے بھی اعلیٰ مقام پر فائز ہیں تو یقیناً ان کی زندگی بھی روح مع الجسم ہی ہو گی۔

بعض منکرین شہداء کی حیات جسمانی کا انکار کرتے ہوئے اس آیت مبارکہ "عند ربھم یُرزَقُون" کہ شہیدا پنے رب کے پاس زندہ ہیں سے یہ مفہوم نکالتے ہیں کہ قبر میں زندہ نہیں حالانکہ وہ اس بات کو نہیں سمجھ سکے کہ یہاں "**عند**" ظرف مکان کے لئے نہیں بلکہ افضیلت و کرامت بیان کرنے کے لئے ہے۔ جیسے اللہ عزوجل کا یہ فرمان " **اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ** "(52) کہ اللہ عزوجل کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے۔ حالانکہ یہی دینِ اسلام ہمارے پاس بھی ہے۔ لہذا جس طرح اس آیت میں "**عند**" ظرف کے لئے نہیں ویسے ہی "**عند ربھم یُرزَقُون**" میں بھی ظرف کے لئے نہیں۔ فافھم !(53)

انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگی برزخی نہیں بلکہ دنیوی ہے پس فرق یہ ہے کہ ہم جیسے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہیں جیسا کہ حضرت شیخ حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور کتاب "نور الایضاح" کی شرح مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں

---

(52): پارہ نمبر:۳، سورہ ال عمران، آیت نمبر:۱۹
(53): تفسیر قرطبیؔ، ج:۴، ص:۲۷۴، مطبوعہ: دار الکتب المصریہ
تفسیر صاوی، ج:۱، ص:۱۷۸، مطبوعہ: دار الجید
تفسیر روح المعانی، ج:۴، ص:۱۲۲، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربیہ

ومما ھو مقرر عند المحققین أنه صلی اللہ علیه وسلم حی یرزق ممتع بجمیع الأعمال والعبادات غیر أنه حجب عن أبصار القاصرین عن شریف المقامات [54]

یعنی: یہ بات اربابِ تحقیق علماء کے نزدیک ثابت ہے کہ سرکار اقدس ﷺ (حقیقی دنیوی زندگی کے ساتھ) زندہ ہیں۔ ان کو روزی دی جاتی ہے تمام لذت والی چیزوں کا مزہ اور عبادتوں کا سرور پاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ ان کے بلند درجوں تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔ (ان سے یہ بات پوشیدہ ہے)

اور مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے

أَنَّهُ-صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- حَيٌّ يُرْزَقُ وَيُسْتَمَدُّ مِنْهُ الْمَدَدُ الْمُطْلَقُ [55]

یعنی: بے شک حضور ﷺ باحیات ہیں انہیں روزی پیش کی جاتی ہے اور ان سے ہر قسم کی مدد طلب کی جاتی ہے۔

اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مکتوب سلوك اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل مع اخبار الاخیار مطبوعہ رحیمیہ دیوبند میں فرمایا

یعنی: علمائے امت میں اتنے اختلاف و کثرت مذاہب کے باوجود کسی شخص کو اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ حیات

---

(54): مراقی الفلاح شرح نور الایضاح کتاب الحج باب زیارۃ النبی ﷺ، ص: ۲۷۲، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ
(55): مرقاۃ المفاتیح، ج: ۵، ص: ۶۳۹، مطبوعہ، دار الکتب العلمیہ

(دینوی) کی حقیقت کے ساتھ قائم اور باقی ہیں۔ اس حیات نبوی ﷺ میں مجاز کی آمیزش اور تاویل کا وہم نہیں ہے اور اُمت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں نیز طالبانِ حقیقت کے لئے اور ان لوگوں کے لئے کہ آنحضرت ﷺ کی جانب توجہ رکھتے ہیں حضور ان کو فیض بخشنے والے اور ان کے مربی ہیں[56]

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض: اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ [57]

یعنی: بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے

اس آیت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ میت (مردہ) ہیں جو کہ حیات کے منافی ہے، لہذا معلوم ہوا کہ آپ کا عقیدۂ حیات النبی ﷺ قرآن پاک کے صریح مخالف ہے

جواب: اس آیت مبارکہ میں جو حضور ﷺ کے لئے موت آنا ذکر فرمایا تو اس سے مراد اس عالم دنیا سے منتقل ہونا ہے اور ان احادیث کریمہ میں حیات سے بعد وصال کی حقیقی زندگی مراد ہے۔

---

(56): سلوک اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل مع اخبار الاخیار، ص:۱۶۱، مطبوعہ: مکتبہ رحیمیہ دیوبند

(57): پارہ نمبر:۲۳، سورۃ الزمر، آیت نمبر:۳۰

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

تیسری حدیث مبارکہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ (58)

یعنی :(معراج کی رات) میں موسی علیہ السلام کے پاس سے گزرا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے

چوتھی حدیث مبارکہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ، فَقَدَّمَنِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَمَمْتُهُمْ (59)

یعنی : پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا پس میرے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو جمع کیا گیا تو مجھے جبرئیل علیہ السلام نے آگے کیا یہاں تک کہ میں نے سب کی امامت کروائی

---

(58): صحیح مسلم، ج:۷، ص:۱۰۲، الرقم:۱۶۵، مطبوعہ: دار الطباعۃ العامرہ
(59): سنن النسائی، ص:۶۸، م، مطبوعہ: دار الحضارہ

حیات النبی ﷺ کے عقیدے کی تائید پر اور کئی احادیث مبارکہ ہیں لیکن ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں مذکورہ احادیث مبارکہ سے **معلوم** ہوا کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور رب تعالیٰ کا ایسا قربِ خاص حاصل ہے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ **"وہ زندہ بھی ہیں اور انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔**

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

حیات النبی ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان

اللہ عزوجل کے آخری نبی ﷺ کی "حیات" پر ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ہم اپنے پیارے آقا ﷺ کو صیغہ خطاب سے پکارتے ہیں یعنی: "الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ ﷺ" اور خطاب کے صیغے اس کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں جو سنتے ہوں لہذا پیارے آقا ﷺ سنتے ہیں۔ اور ہم یونہی صیغہ خطاب سے نہیں پکارتے بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی ہمارے آقا و مولی ﷺ کو صیغہ خطاب سے پکارتے تھے چنانچہ

پہلی دلیل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں

أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنُحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دخل عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ، (60)

یعنی: جب حضور ﷺ کا وصال ہو گیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ اپنے گھر سے جو کہ سنخ نامی محلہ میں تھا گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ یہاں تک کہ آپ مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور لوگوں سے بات چیت نہیں کی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی

(60): صحیح البخاری، ص: ۴۱۸، الرقم: ۱۱۸۴، مطبوعہ: دار ابن کثیر

اللہ تعالی عنہا کے پاس پہنچے پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ کا چہرہ مبارکہ چادر میں ڈھکا ہوا تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم ﷺ کے چہرے سے چادر کو ہٹایا اور اپنے آپ کو آپ ﷺ پر پیش کر دیا (یعنی گرادیا)۔ حضور ﷺ کو چوما اور روتے ہوئے کہا یا نبی اللہ ! میرے والد آپ پر فدا ہوں اللہ عزوجل آپ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائے گا (بلکہ آپ کو ابھی آن واحد کے لئے ایک ہی موت آنی تھی اور جو اللہ عزوجل نے آپ کے لئے لکھی تھی اور وہ ہو چکی)

امام قسطلانی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں

لأنه يحيا في قبره ثم لا يموت(61)

یعنی: رسول اللہ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں پھر دوبارہ آپ پر وفات طاری نہیں ہوگی

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: «أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَا يَمُوتُونَ وَلَكِنْ يُنْقَلُونَ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ» وَكُلُّ ذَلِكَ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ النُّفُوسَ بَاقِيَةٌ بَعْدَ مَوْتِ الْجَسَدِ(62)

---

(61): ارشاد الساری للقسطلانی، ج: ۳، ص: ۳۰۹، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ
(62): تفسیر کبیر، ج: ۹، ص: ۹۴، مطبوعہ: دار الفکر

یعنی: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اللہ عزوجل کے اولیاء مرتے نہیں وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں** پس یہ تمام روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کے جسم کے مرنے کے بعد بھی ان کے نفوس باقی (زندہ) ہیں

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے — مگر ایسی کے فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات — مثل سابق وہی جسمانی ہے

دوسری دلیل

حضرت مالک الدار سے روایت ہے فرماتے ہیں

أصاب الناس قحط في زمن عمر فجاء رجل إلى قبر النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: يا رسول الله، استسق لأمتك فإنهم قد هلكوا، فأتى الرجل في المنام فقيل له: إئت عمر فأقرئه السلام، وأخبره أنكم مسقيون، وقل له: عليك الكيس! عليك الكيس فأتى عمر فأخبره فبكى عمر، ثم قال: يا رب لا إلا ما عجزت عنه[63]

یعنی: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑھ گیا۔ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا۔ **عمر کو میرا سلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی اور یہ بھی کہنا کہ عقلمندی اختیار کرے اس**

---

(63): المصنف ابن ابی شیبہ، ج: ۱۸، ص: ۳۱، الرقم: ۳۴۱۷۰، مطبوعہ: دار کنوز اشبیلیا

شخص نے حاضر ہو کر خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر روئے پھر کہا۔اے میرے رب میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں جس میں عاجز ہوں

سندی حیثیت

اس روایت کی سند کو ابن حجر عسقلانی نے صحیح کہا ہے الفاظ یہ ہیں

"وروی ابن ابی شیبہ باسناد صحیح"(64)

یعنی: ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ اسے روایت کیا ہے

حافظ ابن کثیر نے بھی مصنف ابن ابی شیبہ والی سند کے ساتھ روایت بیان کر کے لکھا ہے

وھذا اسناد صحیح(65)

یعنی: یہ سند صحیح ہے

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

وَقَدْ رَوَى سَيْفٌ فِي الْفُتُوحِ أَنَّ الَّذِي رَأَى الْمَنَامَ الْمَذْكُورَ هُوَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمُزَنِيُّ أَحَدُ الصَّحَابَةِ(66)

---

(64): فتح الباری، ج:۲، ص:۵۷۵، مطبوعہ:المکتبۃ الشافعیہ
(65): البدایۃ والنھایۃ، ج:۱۰، ص:۷۴، مطبوعہ:دار الھجر
(66): فتح الباری، ج:۲، ص:۵۷۵، مطبوعہ:المکتبۃ الشافعیہ

یعنی: سیف نے فتوح میں روایت کیا ہے کہ جنہوں نے خواب دیکھا تھا وہ بلال بن حارث مزنی صحابی تھے

اہم نکات

اس روایت سے پتہ چلا کہ حضور ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد ایک صحابیِ رسول ﷺ نے پریشانی کے حل کے لئے روضہ انور پر جا کر رسول اللہ ﷺ کو "یارسول اللہ" کہہ کر پکارا اور رسول اللہ ﷺ نے مدد بھی فرمائی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں یہ واقعہ پیش آیا، جس دور میں کثیر صحابہ کرام موجود تھے۔ اگر مزار اقدس پر جا کر پریشانی کے حل کے لئے "یارسول اللہ" کہہ کر پکارنا شرک ہوتا تو فاروق اعظم اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان خاموش نہ رہتے یقیناً فتویٰ صادر کرتے کہ تم مشرک ہو چکے ہو، ابھی توبہ کرو ورنہ تمہیں مرتدین والی سزا دی جائے گی مگر ایسا کچھ بھی نہ ہوا۔ تو معلوم ہوا حضور ﷺ ظاہری وصال کے بعد بھی سنتے اور مدد کرتے ہیں جب ہی صحابہ کرام پکارتے تھے جب یہ عالم ہے تو ثابت ہوا کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ زندہ ہیں۔

تیسری دلیل

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میری میت کو اس حجرہ اقدس کے دروازے کے سامنے رکھ دینا جس میں حضور ﷺ کا مزار پُر انوار ہے پھر دروازے پر دستک دینا اگر اجازت ملے تو مجھے حضور ﷺ کے پہلو میں دفن کر دینا ورنہ نہیں پھر

لَمَّا حُمِلَتْ جِنَازَتُهُ إِلَى بَابِ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُودِيَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ بِالْبَابِ فَإِذَا الْبَابُ قَدِ انْفَتَحَ وَإِذَا بِهَاتِفٍ يَهْتِفُ مِنَ الْقَبْرِ أَدْخِلُوا الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ (67)

یعنی: جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے جنازہ کو مزار انور کے پاس رکھ دیا گیا (اور قربان جاؤں صحابہ کرام کے عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) عرض کی گی "السلام علیك یا رسول اللہ" یہ ابو بکر صدیق حاضر ہیں تو دروازہ کھلا اور قبر انور سے کسی پکارنے والے نے پکارا "حبیب کو حبیب کے پاس پہنچا دو، سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم

وضاحت: اس روایت سے یہ ثابت ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کر جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ ہی جانا کرتے تھے ورنہ وصیت کرنے کا کیا مقصد تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر میں جلوہ گر ہوتے ہوئے امت کے احوال سے بھی باخبر ہیں اور یہی عقیدہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کا تھا کیونکہ آپ کے جسم مبارک کو دروازے پر لے جانے والے آخر کون تھے؟ اور وہاں جا کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ندا کرنے والے کون تھے؟ یقیناً صحابہ کرام علیہم الرضوان ہی تھے۔ انہیں صحابہ کرام میں حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابو عبیدہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام بھی یقیناً شامل تھے لیکن کسی نے بھی آپ کی وصیت پر عمل کرنے سے انکار نہ کیا بلکہ وصیت پوری کر کے

---

(67): تفسیر کبیر، ج:۲۱، ص:۸۷، مطبوعہ: المطبعۃ البھیۃ المصریہ

آپ ﷺ کے قبر مبارک میں حیات ہونے کے عقیدے کو مزید تقویت بخشی کیونکہ صحابہ کرام مانتے تھے **"تو زندہ ہے واللہ تو زندہ واللہ"**

دعوت فکر!

محترم قارئین کرام ان واقعات اور عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بعد وہ حضرات جو عقیدہ حیات النبی ﷺ کے منکر ہیں ان سے چند سوالات ہے

1. صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا قول اور فعل اور وصیت (جو احادیث مذکورہ، میں بیان کیا گیا ہے) اگر جائز نہ ہوتا اور ان کا عقیدہ حیات النبی ﷺ نہ ہوتا تو خلیفہ اوّل عاشق اکبر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے ان کاموں کے کرنے کی وجہ کیا تھی؟
2. پھر صحابہ کرام جو غلط بات برداشت نہ کرتے تھے اور باطل کے خلاف جنگ کرتے تھے ان کا ان کاموں کو کرنے کا کیا مطلب؟
3. اگر سرکار ﷺ زندہ نہ ہوں (معاذاللہ) تو صیغہ خطاب سے پکارنے کا کیا مطلب؟
4. اور سرکار ﷺ کا ان کی مدد کرنا اس کا کیا مطلب؟ عقل مند کے لئے اشارہ کافی ہے "العاقل تَکفیهِ الاشارۃُ"

چوتھی دلیل

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں

كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي فَأَضَعُ ثَوْبِي، وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي، فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي، حَيَاءً مِنْ عُمَرَ [68]

یعنی: جس حجرہ میں حضور ﷺ کا مزار اقدس اور میرے والد کا مزار مبارک تھا میں اس میں داخل ہوتی تھی تو صرف کپڑا (سر پر) رکھ لیتی تھی (یعنی پردے کا خاص اہتمام نہیں کرتی تھی) اور کہتی کہ یہ میرے شوہر اور وہ میرے والد ہی تو ہیں پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ دفن ہوئے تو خدا کی قسم میں جب بھی داخل ہوتی تو حضرت عمر سے حیاء کرتے ہوئے اچھی طرح کپڑے کو لپیٹ کر داخل ہوتی۔

وضاحت: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ صاحب قبر میں اتنی طاقت بھی موجود ہے کہ وہ باہر والی چیزوں کا معائنہ کر سکتا ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حیاء فرمائی اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ عقیدہ ہوتا کہ قبر والے باہر کے احوال سے بے خبر ہیں تو وہ کبھی بھی ایسا عمل نہ کرتی کیونکہ مردوں سے پردے نہیں ہوتے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ کہنا کہ یہ میرے شوہر اور یہ میرے والد ہیں، یہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کے عقیدے کو تقویت دیتا ہے۔

نوٹ: اور بھی کئی اقوال و افعال صحابہ کرام علیہم الرضوان اس عقیدے حیات النبی ﷺ کی تائید میں مذکور ہیں لیکن ان عظیم اور قرب خاص رکھنے

---

(68): مسند احمد، ج:۴۲، ص:۴۴۱، الرقم:۲۵۶۶۱، مطبوعہ: مؤسسۃ الرسالۃ

والی شخصیات کے قول و فعل کو بیان کرنے پر ہی اکتفاء کرتے ہیں خوفِ طوالت نہ ہوتا تو کوئی اور واقعات بیان کیے جاتے بس یہ ہی کہے گے

"العاقل تکفیہ الاشارۃ"

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علماء سلف و خلف

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید میں اب ہم اقوال ائمہ کرام پیش کرتے ہیں ویسے تو اس حوالے سے بھی کئی اقوال ہیں اور کئی پیچھے گزر بھی چکے ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر ہم یہاں صرف کچھ اقوال پر انحصار کرتے ہیں۔اور ذی شعور کے لئے یہی کافی ووافی ہوں گے۔ان شاءاللہ عزوجل

غوث اعظم علیہ الرحمہ کا مصافحہ کرنا:

کتاب تفریح الخاطر مناقب الشیخ عبد القادر میں ہے

ذکروا انَّ الغوث الاعظمَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاء مرۃ الی المدینۃ المنورۃ وقرَءَ بقرب الحجرۃ الشریفۃ ھذین البیتین (فذکرھما کما مر)وقال فظھرت یدہ صلی اللہ علیہ وسلم فصافحھا وقبلھا وضعھا علی راسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (69)

یعنی: راویوں نے ذکر کیا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک بار مدینہ منورہ حاضر ہو کر روضہ انور کے قریب وہ دونوں شعر پڑھے اس پر پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست انور ظاہر ہوا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصافحہ کیا اور بوسہ دیا اور اپنے سر مبارک پر رکھا۔

---

(69): تفریح الخاطر، المنقبۃ الثانیۃ والعشرون، ص:۳۱، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ عربی

ابراہیم بن شیبان علیہ الرحمہ کا سلام کرنا:

وقال إبراهيم بن شيبان حججت فجئت المدينة فتقدمت إلى القبر الشريف فسلمت على رسول الله-صلى الله عليه وسلم -فسمعته من داخل الحجرة يقول وعليك السلام [70]

یعنی: حضرت ابراہیم بن شیبان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر ہوا قبر انور کے پاس حاضر ہو کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا تو میں نے حجرے کے اندر سے علیك السلام کی آواز سنی

امام غزالی علیہ الرحمہ کا مؤقف:

امام غزالی علیہ الرحمہ "التحیات" میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کا طریقہ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں

وَأَحْضِرْ فِي قَلْبِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلم وشخصه الكريم وَقُلْ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَلْيَصْدُقْ أَمَلُكَ فِي أَنَّهُ يَبْلُغُهُ وَيَرُدُّ عَلَيْكَ مَا هُوَ أَوْفَى مِنْهُ [71]

یعنی: اپنے دل میں نبی کریم ﷺ کو حاضر جان کر یوں عرض کرو

"السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته"

اور یقین جانو میرا یہ سلام حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچتا ہے اور حضور ﷺ اس سے بہتر جواب عطا فرماتے ہیں۔

---

(70): القول البدیع، ص: ۳۲۴، مطبوعہ: مؤسسۃ الریان
(71): احیاء العلوم، ج: ۱، ص: ۶۲۸، مطبوعہ: دار المنہاج

امام قسطلانی علیہ الرحمہ کا مؤقف:

امام قسطلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ومنها: أنه حي في قبره ويصلي فيه بأذان وإقامة وكذلك الأنبياء[72]

یعنی: حضور ﷺ کے فضائل و خصائص میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور اس میں اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور ایسے ہی دیگر انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔

مزید فرماتے ہیں

"وقد ثبت آنّ الانبیاء یحجون ویلبون"[73]

یعنی: تحقیق یہ بات ثابت شدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام حج کرتے ہیں اور تلبیہ پڑھتے ہیں

علامہ صاوی علیہ الرحمہ کا مؤقف

ھذہ الحیاۃ لیست کحیاۃ الدنیا بل ھی اعلی واجل منھا لانھم یسرحون حیث شاءت ارواحھم[74]

یعنی: یہ زندگی دنیاوی زندگی کی طرح نہیں ہے بلکہ اس سے اعلی اور عظیم ہے کیوں کہ جہاں ان کی ارواح سیر کرنا چاہتی ہیں وہاں وہ سیر کرتے ہیں

---

(72): المواہب اللدنیہ، ج:۲، ص:۶۹۴، مطبوعہ: المکتب الاسلامی
(73): المواہب اللدنیہ، ج:۲، ص:۶۹۵، مطبوعہ: المکتب الاسلامی
(74): تفسیر صاوی، ج:۱، ص:۱۷۸، مطبوعہ: دار الجید

حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں میرے پیرومرشد حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی کتاب **کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب** میں کچھ یوں ارشاد فرماتے ہیں سوال مع جواب بیان کیا جاتا ہے۔

سوال: کیا حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا جائز ہے؟

جواب: بے شک جائز ہے۔ بلاشک جائز ہے۔ بلاشبہ جائز ہے۔ واللہ باللہ تاللہ! میرے مکی مدنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام حیات ہیں۔ یہ حدیث مبارکہ بہت ہی مشہور ہے اور اس کو بے شمار محدثین علیہم الرحمہ نے روایت کیا ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

"الانبیاء فی قبورھم احیاءٌ یُصَلُّون"(75)

یعنی: انبیائے کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں

(75): مسند البزار، ج: ۱۳، ص: ۶۲، الرقم: ۶۳۹۱، مطبوعہ: مکتبۃ العلوم والحکم
مسند ابو یعلی موصلی، ج: ۵، ص: ۲۰۲، الرقم: ۳۴۲۵، مطبوعہ: دار الحدیث
حیاۃ الانبیاء فی قبورھم، ص: ۷۲، الرقم: ۲، مطبوعہ: مکتبۃ العلوم والحکم

مزید فرماتے ہیں: انبیائے کرام علیہم السلام بے شک اپنی قبروں میں زندہ ہیں مگر وہاں قید نہیں۔ اللہ رب العزت کی عنایت سے آتے جاتے عبادت فرماتے ہیں: امام جلال الدین سیوطی خاتم حفاظ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

تمام انبیاء علیہم السلام کو اختیار ملا ہے کہ اپنے مزاراتِ طیبات سے باہر تشریف لائیں اور جملہ عالم آسمان وزمین میں جہاں جو چاہیں تصرّف فرمائیں[76][77]

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہی ہے کہ **تو زندہ ہے واللہ** انبیائے کرام علیہم السلام تو اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں۔ جب ان سے تعلق رکھنے والے حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان جنہوں نے اپنی پوری زندگی پیارے آقا ﷺ کی فرمانبرداری میں گزاری ان کی حیات اور بعد وفات تروتازگی کا یہ عالم کہ سالہا سال کے بعد بھی قبر مبارک کسی سبب سے کھولی تو ان کے جسم مبارک تازہ پھر سرکارِ دوجہاں ﷺ کی شان وشوکت کا کیا عالم ہوگا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی کتاب **شرح الصدور** میں فرماتے ہیں۔

حضرت سیدنا عبد الرحمٰن بن ابو صَعصعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا بیان ہے کہ ایک ہی قبر میں غزوہ اُحد کے دو شہداء حضرت سیدنا عمرو بن جموح انصاری اور

(76): الحاوی للفتاوی، ج:۲، ص:۲۶۳، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ
(77): کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص:۲۶۵

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو انصاری رضی اللہ تعالی عنہما کی قبر کو سیلاب نے اکھاڑ دیا تھا کیونکہ ان کہ قبر سیلابی زمین کے قریب تھی۔ جب انہیں دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے قبر کو کھودا گیا تو ان دونوں کے جسم ایسے تھے گویا کل ہی وفات ہوئی ہے ان میں سے ایک زخمی ہوئے تھے اور انہوں نے اپنا ہاتھ زخم پر رکھا ہوا تھا جب ہاتھ کو زخم سے ہٹا کر چھوڑا گیا تو وہ دوبارہ زخم پر آگیا اس وقت غزوہ احد کو 46 سال گزر چکے تھے۔ (78)(79)

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

محترم قارئین کرام! قرآن و حدیث اور اقوال و افعال صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اقوال ائمہ کرام سے ہم نے یہ ثابت کیا کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ یہ دور جدید کا اپنایا ہوا عقیدہ نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان و اکابرین و سلف و صالحین کا اپنایا اور بتایا ہوا عقیدہ ہے۔

آخر میں ہم ایک بار پھر منکرین کو دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ اب تو ذرا ان باتوں پر غور کرو اور حق و سچ عقیدے کو اپناؤ کہ ابھی زندگی کی سانسیں باقی ہیں ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے

لہذا بس اسی پر ہم اپنی تقریر کو اختتام پذیر کرتے ہیں

---

(78): موطا امام مالک، ص: ۴۷۰، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربیہ
(79): شرح الصدور مترجم، ص: ۵۳۸، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ

ہے منکر منافق گندہ ہے واللہ

غلاظت کا بلکہ پُلندہ ہے واللہ

جہنم میں نام اس کا کندہ ہے واللہ

جو مردہ کہے تم کو وہ مردہ ہے واللہ

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اللہ پاک ہمارے عقائد کی حفاظت فرمائے۔

آمین!

بے حساب مغفرت اور بقیع میں مدفن کی دعا کا طالب

بندہ مسکین ابو محمد

محمد خرم رضا عطاری عفی عنہ

ولد محمد سلیم چشتی

المہند علی المفند کا سوال مع جواب

السوال الخامس

سوال: ماقولکم فی حیوۃ النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی قبرہ الشریف ھل ذلك امر مخصوص بہ ام مثل سائر المومنین رحمۃ اللہ علیھم حیوتہ برزخیۃ؟

یعنی: کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ ﷺ کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے؟؟

الجواب

عندنا و عند مشائخنا حضرۃ الرسالۃ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ الشریف وحیوتہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیویۃ من غیر تکلیف وھی مختصۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم وبجمیع الانبیاء صلوات اللہ علیھم والشھداء لا برزخیۃ کما ھی حاصلۃ لسائر المؤمنین بل لجمیع الناس کما نص علیہ العلامۃ السیوطی فی رسالۃ "انباء الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء" حیث قال قال الشیخ تقی الدین السبکی حیوۃ الانبیاء والشھداء فی القبر کحیوتھم فی الدنیا ویشھد لہ صلوۃ موسی علیہ السلام فی قبرہ فان الصلوۃ تستدعی جسدا حیا الی اخر ما قال فثبت بھذا ان حیوتہ دنیویۃ برزخیۃ لکونھا فی عالم البرزخ ولشیخنا شمس الاسلام والدین محمد قاسم العلوم علی المستفیدین قدس اللہ سرہ العزیز فی ھذہ

المبحث رسالة مستقلة دقيقة الماخذ بديعة المسلك لم ير مثلها قد طبعت وشاعت فی الناس واسمها "آب حیات ای ماء الحيوة[80]

یعنی: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آں حضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو حاصل ہے چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ "انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء" میں تصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور اور موسی علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ الخ۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت محمد ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور برزخی بھی ہے کہ وہ زندگی عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب کا اس بحث میں ایک مستقل رسالہ بھی لکھا ہے جو نہایت دقیق اور انوکھے طرف کا بے مثل، ہے جو کہ طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اور اس کا نام: آب حیات ہے

---

(80): المھند علی المفند۔ ص: ۳۱،۳۰، مطبوعہ: المیزان ناشران وتاجران کتب

انباء الاذکیاء

فی

حیاۃ الانبیاء

مؤلف

حضرت علامہ خاتم حفاظ الحدیث شیخ

جلال الدین السیوطی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی

انباء الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور وہ کافی ہے اور اس کے ان پیارے بندوں پر سلام نازل ہوں جن کو اس نے چنا یعنی اپنا محبوب بندہ بنایا۔

سوال: ایک سوال واقع ہوتا ہے کہ عام طور پر یہ بات مشہور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور حدیث شریف میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ [81]

یعنی: کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو مجھ پر سلام بھیجے مگر یہ کہ اللہ عزوجل میری روح مجھے لوٹا دیتا ہے حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

قائم شدہ سوال: اس حدیث مبارکہ سے بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح انور بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا ہو جاتی ہے لہٰذا ان میں مطابقت کیسے ہو گی؟ (یعنی حکم قرآنی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور حدیث مبارکہ میں روح کا جدا ہونا بیان ہے۔ ان میں مطابقت کیسے ہو گی؟)

---

(81): سنن ابوداؤد، ج:۲، ص:۲۱۸، الرقم:۲۰۴۱، مطبوعہ: المکتبۃ العصریہ

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بہترین سوال ہے اور غور و خوض کا محتاج ہے۔

فاقول : امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا اپنی قبر مبارک میں زندہ ہونا اور اسی طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کا زندہ ہونا ایک ایسا معاملہ ہے جو علم قطعی کے ساتھ ہم سب کو معلوم ہے۔اس لیے کہ اس پر ہمارے نزدیک قطعی دلائل قائم ہو چکے (یعنی بیان کئے گئے) ہیں اور اس بارے میں روایات درجہ تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے **انبیاء کرام علیہم السلام کا اپنی قبروں میں زندہ ہونے** کا متعلق ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا ہے(اس رسالہ کا نام: **حیاۃ الانبیاء صلوات اللہ علیہم بعد وفاتھم**)انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات پر دلالت کرنی والی احادیث مبارکہ میں سے بعض احادیث مبارکہ یہ ہیں۔

پہلی حدیث مبارکہ

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ أسری بہ مر بموسی وھو یصلی فی قبرہ[82]

یعنی: حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ "بے شک نبی کریم ﷺ شب معراج موسی علیہ السلام کی قبر پر اس حال میں گزرے کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

دوسری حدیث مبارکہ

امام ابو نعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ

"ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مَرَّ بقبر موسیٰ علیہ السلام وھو قائمٌ یُصَلّی فیہ"[83]

یعنی: تحقیق نبی کریم ﷺ موسی علیہ السلام کی قبر سے گزرے تو وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے۔

---

(82): ہمیں مسلم شریف میں روایت اس طرح ملی: مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ. وَزَادَ فِي حَدِيثِ عِيسَى: مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي
(صحیح مسلم، ج:۷، ص:۱۰۲، الرقم:۱۶۵، مطبوعہ: دار الطباعۃ العامرہ)
مگر یہ روایت کتاب کے الفاظ کے ساتھ دیگر کتب حدیث میں موجود ہے:
مسند ابی یعلی، ج:۶، ص:۲۵، الرقم:۴۰۸۴، مطبوعہ: دار الحدیث
(83): حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ج:۳، ص:۳۵۲، مطبوعہ: دار الفکر

تیسری حدیث مبارکہ

ابو یعلی نے اپنی " مسند " میں اور امام بیہقی نے کتاب "حیاۃ الانبیاء" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"الانبیاء فی قبورھم احیاءٌ یُصَلُّون"[84]

یعنی: انبیاء کرام علیہ السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور وہاں نماز پڑھتے ہیں۔

"حلیہ" میں ابو نعیم نے یوسف بن عطیّہ سے روایت کی انہوں نے ثابت بنانی علیہ الرحمہ کو حمید طویل سے یہ فرماتے ہوئے سنا

"کیا آپکو کوئی ایسی حدیث بھی ملی ہے جس میں انبیاء کرام علیھم السلام کے علاوہ کسی دوسرے کا بھی (قبر میں) نماز پڑھنا مذکور ہو؟ حمید نے کہا کہ "نہیں "(یعنی قبر میں نماز پڑھنے کی حدیث صرف انبیاء کرام علیھم السلام کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔[85]

چوتھی حدیث مبارکہ

ابو داؤد اور بیہقی نے اوس بن اوس سقفی سے روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

---

(84): مسند البزار، ج: ۱۳، ص: ۶۲، الرقم: ۶۳۹۱، مطبوعہ: مکتبۃ العلوم والحکم
مسند ابو یعلی موصلی، ج: ۵، ص: ۲۰۲، الرقم: ۳۴۲۵، مطبوعہ: دار الحدیث
حیاۃ الانبیاء فی قبورھم، ص: ۷۲، الرقم: ۲، مطبوعہ: مکتبۃ العلوم والحکم
(85): حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ج: ۲، ص: ۳۱۹، مطبوعہ: دار الفکر

إن مِنْ أفضل أيامِكُم يومَ الجُمعة: فيه خُلِقَ آدَمُ، وفيه قُبِضَ، وفيه النَّفْخةُ، وفيه الصَّعقةُ، فأكثروا عليَّ مِن الصلاةِ فيه، فإن صلاتكم معروضة عليّ" قال: قالوا: يارسولَ الله، وكيفَ تُعرَضُ صلاتُنا عليك وقد أرَمْتَ؟ يقولون: بَلِيت، فقال: "إن الله عز وجل حرَّم على الأرض أجساد الأنبياء"[86]

یعنی: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کا دن سب دنوں سے افضل ہے لہذا اس دن کثرت کے ساتھ مجھ پر درود بھیجا کرو۔ اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ وصال با کمال کے بعد جب آپ رمیم (یعنی بوسیدہ) ہو جائیں گے تو اُس وقت ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔

پانچویں حدیث مبارکہ

امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور اصبہانی نے "الترغیب" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا بُلِّغْتُهُ[87]

---

(86): سنن ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۲۷۹، الرقم: ۱۰۴۷، مطبوعہ: دار الرسالۃ العالمیہ
حیاۃ الانبیاء فی قبورھم، ص: ۷۲، الرقم: ۲، مطبوعہ: مکتبۃ العلوم والحکم

(87): شعب الایمان اور الترغیب میں روایت اس طرح ہے: من صلى عليّ عند قبري سمعته ومن صلى عليّ نائيا أبلغته: شعب الایمان، ج: ۲، ص: ۲۱۸، الرقم: ۱۵۸۳، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ
الترغیب والترھیب لقوام السنۃ، ج: ۲، ص: ۳۱۷، الرقم: ۱۶۶۶، مطبوعہ: دار الحدیث

یعنی: جس نے مجھ پر میری قبر کے نزدیک درود بھیجا تو میں اُسے سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود بھیجا وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے

چھٹی حدیث مبارکہ

امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی "تاریخ" میں حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا!

إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالَى مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ قَائِمٌ عَلَى قَبْرِي فَمَا مِنْ أَحَدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ صَلَاةً إِلَّا بُلِّغْتُهَا(88)

یعنی: بے شک اللہ عزوجل کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ عزوجل نے تمام مخلوقات کی آوازیں سننے کی قوت عطا فرمائی ہے اور وہ میری قبر پر مقرر ہے تو کوئی درود بھیجنے والا کسی بھی وقت کہیں سے بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتہ اس کا درود بھی مجھے پہنچا دیتا ہے

ساتویں حدیث مبارکہ

امام بیہقی "حیاۃ الانبیاء" میں امام اصبہانی نے "الترغیب" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

---

(88): یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ مختلف کتب میں منقول ہے جن کا معنی قریب قریب ہے

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِائَةً فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ قَضَى اللَّهُ لَهُ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِينَ مِنْ حَوَائِجِ الْآخِرَةِ وَثَلَاثِينَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا، ثُمَّ وَكَّلَ اللَّهُ بِذَلِكَ مَلَكًا يُدْخِلُهُ عَلَيَّ فِي قَبْرِي كَمَا يُدْخِلُ عَلَيْكُمُ الْهَدَايَا، إِنَّ عِلْمِي بَعْدَ مَوْتِي كَعِلْمِي فِي الْحَيَاةِ» (89)

یعنی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے جمعہ کے دن اور رات میں مجھ پر ایک سو بار درود بھیجا اللہ عزوجل اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ستر (70) آخرت کی اور تیس (30) دنیا کی، پھر اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ مقرر فرمادیا ہے جو اس درود پاک کو میری قبر میں میرے سامنے ایسے پیش کرتا ہے جیسے تمہارے سامنے تحفے پیش کئے جاتے ہیں بیشک میرا علم بعدِ وصال بھی ایسا ہی رہے گا جیسا کہ حیاتِ دنیا میں ہے۔

آٹھویں حدیث مبارکہ

بیہقی کی روایت میں یوں ہیں کہ

يُخْبِرُنِي مَنْ صَلَّى عَلَيَّ بِاسْمِهِ وَنَسَبِهِ، فَأُثْبِتُهُ عِنْدِي فِي صَحِيفَةٍ بَيْضَاءَ» (90)

---

(89): الترغیب میں ہمیں یہ روایت اس طرح ملی: من صلى علي في يوم جمعة وليلة جمعة مائة من الصلاة؛ قضى الله له مائة حاجة، سبعين من حوائج الآخرة وثلاثين من حوائج الدنيا، ووكل الله —عز وجل— بذلك ملكاً يدخله علي قبري كما يدخل عليكم الهدايا، إن علمي بعد موتي كعلمي في الحياة:
الترغیب والترھیب لقوام السنۃ، ج: ۲، ص: ۳۲۰، الرقم: ۱۶۷۴، مطبوعہ: دار الحدیث

(90): ہمیں یہ روایت اس طرح ملی: يُخْبِرُنِي مَنْ صَلَّى عَلَيَّ بِاسْمِهِ وَنَسَبِهِ إِلَى عَشِيرَتِهِ فَأُثْبِتُهُ عِنْدِي فِي صَحِيفَةٍ بَيْضَاءَ:
حیاۃ الانبیاء فی قبورھم، ص: ۹۳، مطبوعہ: مکتبۃ العلوم والحکم

یعنی: وہ سب لوگ جو مجھ پر درود بھیجتے ہیں وہ فرشتہ مجھے ان سب کے ناموں کی خبر ان کی نسبتوں کے ساتھ دیتا ہے تو میں اسے اپنے پاس ایک سفید کتابچہ میں لکھ لیتا ہوں

نویں حدیث مبارکہ

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَا يُتْرَكُونَ فِي قُبُورِهِمْ بَعْدَ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، وَلَكِنَّهُمْ يُصَلُّونَ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ حَتَّى يُنْفَخَ فِي الصُّورِ (91)

یعنی: بے شک چالیس راتوں کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں نہیں چھوڑے جاتے اور وہ اللہ سبحانہ کی بارگاہ میں نمازیں پڑھتے ہیں یہاں تک کہ صور پھونکا جائے۔

دسویں حدیث مبارکہ

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "الجامع" میں روایت کیا کہ ہمارے شیخ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ

مَا مَكَثَ نَبِيٌّ فِي قَبْرِهِ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ حَتَّى يُرْفَعَ (92)

---

(91): حیاۃ الانبیاء فی قبورھم، ص: ۷۵، مطبوعہ: مکتبۃ العلوم والحکم
(92): حیاۃ الانبیاء فی قبورھم، ص: ۷٦، مطبوعہ: مکتبۃ العلوم والحکم

یعنی: کوئی نبی اپنی قبر میں چالیس راتوں سے زیادہ نہیں ٹھہرتا یہاں تک کہ وہ اللہ عزوجل کی طرف اٹھالیا جاتا ہے[93]

امام بیہقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

اس تقدیر پر انبیاء کرام علیہم السلام تمام زندہ لوگوں کی طرح ہو جاتے ہیں اور جہاں اللہ عزوجل ان کو رکھتا ہے وہیں رہتے ہیں۔

پھر امام بیہقی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ

موت کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کے زندہ ہونے کے متعلق بہت سے شواہد ہیں پھر انہوں نے واقعہ معراج میں انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات کا ذکر کیا ہے اور پیارے آقا ﷺ کا ان کے ساتھ کلام فرمانا اور انبیاء کرام علیہم السلام کا حضور ﷺ سے کلام کرنے کو بیان کیا۔ [94]

گیارہویں حدیث مبارکہ

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے معراج کے بیان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا جس میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

---

(93): یعنی مراد یہ ہے کہ انہیں قرب خاص کی طرف منتقل کر دیئے جاتا ہے اور انہیں تصرفات کلیہ اور ملکیت تامہ سے نواز دیا جاتا ہے

(94): حیاۃ الانبیاء فی قبورھم، ص:٧٦، مطبوعہ: مکتبۃ العلوم والحکم

وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَإِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَائِمٌ يُصَلِّي، وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ قَائِمٌ يُصَلِّي، أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ - يَعْنِي نَفْسَهُ - فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ [95]

یعنی: بے شک میں نے اپنے آپ کو انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا پھر فوراً ہی موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا اور میں نے اچانک دیکھا کہ ایک شخص دُبلے پتلے گھنگریالے بالوں والے ہیں گویا کہ وہ قبیلہ شنوہ کے آدمیوں میں سے ہیں تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے جو کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی نماز ادا فرما رہے تھے اور وہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ تمہارے صاحب (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مشابہ ہیں پھر نماز کا وقت آگیا تو میں نے ان کی امامت کی۔

بارہویں حدیث مبارکہ

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے روایت کیا کہ

إِنَّ النَّاسَ يُصْعَقُونَ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ [96]

یعنی: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے صور پھونکنے کے وقت تمام لوگ بے ہوش ہو جائیں گے تو سب سے پہلا شخص جو ہوش میں آئے گا وہ میں ہوں گا۔

---

(95): حیاۃ الانبیاء فی قبورھم، ص:۸۲، مطبوعہ: مکتبۃ العلوم والحکم
(96): حیاۃ الانبیاء فی قبورھم، ص:۱۰۶، مطبوعہ: مکتبۃ العلوم والحکم

اس کے بعد امام بیہقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

اس حدیث کا مضمون اسی صورت میں درست ہوسکتا ہے جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ جب اللہ عزوجل نے بعد از وصال انبیاء کرام علیہم السلام کی روحیں ان کی طرف لوٹادی ہوں اور وہ شہداء کی طرح یقینی طور پر زندہ ہوں تاکہ صور پھونکے جانے کہ وقت ان پر بے ہوشی طاری ہونا ممکن ہو اور دنیا میں زندہ رہنے والے لوگوں کی طرح وہ بھی بے ہوش ہوجائیں، پر اس بے ہوشی کو کسی بھی لحاظ سے موت قرار نہیں دیا جاسکتا صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ وقتی طور پر ان کے احساس اور شعور پر بے ہوشی کا ایک حجاب آجائے گا[97] انتھی یعنی یہاں امام بیہقی کا کلام ختم ہوا۔

تیرہویں حدیث مبارکہ

حضرت ابو یعلی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ

سمعتُ رسولَ الله ﷺ يقول والذی نفسی بیده لینزلَنَّ عیسٰی بن مریم ثم لئِن قامَ علی قبری فقال یا محمد یارسول الله ﷺ لاجبته [98]

یعنی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ

(97): حیاۃ الانبیاء فی قبورھم، ص:۱۱۰، مطبوعہ: مکتبۃ العلوم والحکم
(98): مسند ابی یعلی موصلی، ج:۹، ص:۵، الرقم:۶۵۸۴، مطبوعہ: دار الحدیث

قدرت میں میری جان ہے کہ عیسی ابن مریم ضرور آسمان سے اتریں گے پھر وہ اگر میری قبر پر آ کر یا محمد ﷺ کہہ کر پکاریں گے تو میں ضرور انہیں جواب دوں گا۔

چودہویں حدیث مبارکہ

ابو نعیم نے "دلائل النبوۃ" میں سعید بن مسیب علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ

لَقَدْ رَأَيْتُنِي لَيَالِيَ الْحَرَّةِ وَمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرِي وَمَا يَأْتِي وَقْتُ صَلَاةٍ إِلَّا سَمِعْتُ الْأَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ [99]

یعنی: میں نے واقعہ حرہ [100] کے موقع پر دیکھا کہ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں میرے سوا کوئی دوسرا نہ تھا جب نماز کا وقت آتا میں حضور ﷺ کی قبرِ انور سے اذان کی آواز سنتا تھا۔

پندرہویں حدیث مبارکہ

حضرت زبیر بن بکار علیہ الرحمہ نے "اخبار المدینۃ" میں سعید بن مسیّب علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ

---

(99): دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصبھانی، ص:۵۶۷، الرقم:۵۱۰، دار النفائس

(100): واقعہ حرہ کا مختصر بیان کچھ اس طرح ہے کہ یزید کے دور حکومت میں سانحہ کربلا کے بعد دوسرا بڑا شرمناک سانحہ مدینہ پر شامی افواج کی چڑھائی تھی جس میں انہوں نے ظلم و ستم کی انتہاء کر دی تھی اور مدینہ شریف میں قتل عام کیا گیا۔ یہ افسوس ناک واقعہ ۶۳ھ میں پیش آیا اور یہ واقعہ حرہ کہلاتا ہے حتی کہ تین دن تک مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں اذان تک نہ ہونے دی

لم ازل اسمع الاذان والاقامۃ فی قبر رسول اللہ ﷺ ایام الحرّۃ حتی عاد الناسُ"

یعنی: ایام حرۃ میں میں (یعنی سعید بن مسیب رضی اللہ تعالی عنہ) مسلسل روضہ رسول ﷺ سے اذان واقامت کی آواز سنتا رہا یہاں تک کہ لوگ واپس آئے

سولہویں حدیث مبارکہ

ابن سعد نے "الطبقات" میں حضرت سعید بن مسیب علیہ الرحمہ سے روایت کیا کہ "

أَنَّهُ كَانَ يُلَازِمُ الْمَسْجِدَ أَيَّامَ الْحَرَّةِ وَالنَّاسُ يَقْتَتِلُونَ قَالَ: فَكُنْتُ إِذَا حَانَتِ الصَّلَاةُ أَسْمَعُ أَذَانًا يَخْرُجُ مِنْ قِبَلِ الْقَبْرِ الشَّرِيفِ (101)

یعنی: ایام حرہ میں جب لوگ قتل ہو رہے تھے تو وہ مسجد نبوی میں تھے پھر فرماتے ہیں کہ جب نماز کا وقت آتا تو میں قبر مبارک سے اذان کی آواز سنتا تھا۔

سترہوں حدیث مبارکہ

امام دارمی نے اپنی "مسند" میں فرمایا کہ مروان بن محمد نے سعید بن عبد العزیز سے روایت کی کہ

(101): الطبقات الکبری، ج:۷، ص:۱۳۲، مطبوعہ: مکتبۃ الخانجی

لَمَّا كَانَ أَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا وَلَمْ يُقَمْ، وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلَاةِ إِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْنَاهُ [102]

یعنی: جن ایام میں واقعہ حرہ پیش آیا۔ اُن دونوں مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں تین دن تک نہ اذان ہوئی نہ تکبیر کہی گئی ان دنوں سعید بن مسیب علیہ الرحمہ مسجد نبوی میں مقیم رہے۔ قبرِ انور سے جب ایک آواز آتی تو انہیں نماز کا وقت معلوم ہو جاتا

یہ روایات نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے زندہ ہونے پہ دلالت کرتی ہیں

اللہ عزوجل نے شہداء کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ [103]

یعنی: اور جو اللہ عزوجل کی راہ میں مارے گئے ہر گز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام شہداء کے مقابلہ میں حیات کے زیادہ مستحق ہیں۔ اس لیے کہ وہ شہداء سے بھی زیادہ بزرگی اور عظمت والے ہیں ہر نبی میں نبوت اور

---

(102): مسند الدارمی، ج:۱، ص:۲۲۷، الرقم:۹۴، مطبوعہ: دار المغنی للنشر والتوزیع
(103): پارہ نمبر:۴، سورۃ ال عمران، آیت نمبر:۱۶۹

شہادت دونوں صفتیں پائی جاتی ہیں اس لیے انبیاء کرام علیہم السلام بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہیں۔

اٹھارہوں حدیث مبارکہ

امام احمد اور امام یعلی اور طبرانی اور حاکم "المستدرک" میں اور بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ

لَانْ أَحْلِفَ تِسْعًا أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُتِلَ قَتْلًا أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ أَنْ أَحْلِفَ وَاحِدَۃً أَنَّہُ لَمْ یُقْتَلْ، وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰہَ اتَّخَذَہُ نَبِیًّا وَاتَّخَذَہُ شَہِیدًا [104]

یعنی: نو مرتبہ اس بات پر حلف اٹھانا کہ رسول اللہ ﷺ شہید کئے گئے میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں ایک مرتبہ اس بات پر حلف اٹھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ شہید نہیں ہوئے کہ اللہ عزوجل نے نبی کریم ﷺ کو نبوت اور شہادت دونوں سے سرفراز فرمایا ہے۔

انیسویں حدیث مبارکہ

امام بخاری اور بیہقی علیہما الرحمہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اس مرض میں جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا فرماتے تھے

---

(104): المستدرک للحاکم، ج:۳، ص:۶۱، ۶۰، الرقم: ۴۳۹۴، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ
مسند احمد بن حنبل، ج:۳، ص:۵۱۴، الرقم: ۳۶۱۷، مطبوعہ: دارالحدیث

ما أزال أجد ألم الطعام الذی أکلت بخیبر، فهذا أوان وجدت إنقطاع أبهری من ذلك السم[105]

یعنی: مجھے ہمیشہ اس کھانے کا درد محسوس ہوتا رہا جو میں نے خیبر میں کھایا تھا اب اسی زہر سے میرے دل کی رگ منقطع ہو رہی ہے۔

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں جہاں حضور ﷺ شہید ثابت ہوئے ساتھ ہی روضہ اقدس میں آپ ﷺ کا زندہ ہونا بھی ثابت ہوا خواہ عموم لفظ سے ہو یا موافقت مفہوم سے

اقوال ائمہ کرام علیہم السلام

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے کتاب الاعتقاد میں فرمایا

الأنبیاء بعد ما قبضوا ردت إلیهم أرواحهم فهم أحیاء عند ربهم کالشهداء

یعنی: انبیاء کرام علیهم السلام کی روح قبض کرنے کے بعد ان کی روحیں لوٹادی جاتی ہیں لہذا شہیدوں کی طرح وہ بھی یقیناً اپنے رب کے پاس زندہ ہیں[106]

امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا

امام قرطبی نے "تذکرہ" میں حدیث صعقہ کو اپنے شیخ سے نقل کر کے فرمایا:

---

(105): صحیح البخاری، ص: ۱۶۱۱، الرقم: ۴۱۶۵، مطبوعہ: دار ابن کثیر
(106): کتاب الاعتقاد للبیهقی، ص: ۳۰۵، مطبوعہ: دار الآفاق الجدیدہ

موت عدم محض کا نام نہیں بلکہ وہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ شہداء اپنے قتل و موت کے بعد زندہ ہیں، رزق دیئے جاتے ہیں اور خوشخبری حاصل کرتے ہیں (اپنے رب عزوجل کی طرف سے) یہ صفت دنیا میں زندوں کی صفات میں سے ہے اور جب یہ حال شہداء عظام کا ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام بطریق اولی اس کے مستحق ہیں۔ اور یہ بات تحقیق سے ثابت ہو چکی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو زمین نہیں کھاتی۔ نبی کریم ﷺ کی ملاقات شبِ معراج بیت المقدس اور آسمان میں انبیاء کرام علیہم السلام سے ہوئی اور آپ ﷺ نے حضرت موسی علیہ السلام کو اپنی قبر شریف میں نماز پڑھتے دیکھا اور پیارے آقا ﷺ نے اس بات کی خبر دی کہ آپ (حضرت موسی علیہ السلام) سلام کرنے والے کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور اس کے علاوہ کئی اور اشیاء ایسی ہیں جن سے قطعی طور پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو ہماری نظروں سے اس طرح غائب کر دیا گیا ہے کہ ہم (عادۃ) ان کو نہیں پا سکتے اگرچہ وہ زندہ ہیں، موجود ہیں اور ان کا حال ایسا ہے جیسا کہ فرشتوں کا حال کہ وہ بھی زندہ اور موجود ہیں لیکن انہیں کوئی نہیں دیکھتا سوائے ان حضرات کے جنہیں اللہ عزوجل نے اپنی خصوصی کرامات سے نوازا ہے یعنی اولیاء اللہ علیہم الرحمہ[107]

---

(107): التذکرۃ للقرطبی، ص: ۴۵۹، مطبوعہ: دار المنہاج

علامہ بارزی علیہ الرحمہ نے فرمایا

علامہ بارزی علیہ الرحمہ (یعنی قاضی شرف الدین ھبۃ اللہ بن عبد الرحیم بارزی علیہ الرحمہ) سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات کے بعد زندہ ہیں؟ تو آپ علیہ الرحمہ نے جواب دیا: **ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں**

استاد عبد القاہر بن طاہر بغدادی فرماتے ہیں

استاد ابو المنصور عبد القاہر بن طاہر بغدادی فقیہ اور اصولی جو شیخ الشافعیہ ہیں جاجرمیین[108] کے مسائل کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں سے متکلمین محققین نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال باکمال کے بعد زندہ ہیں اور اپنی امت کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور گنہگاروں کے گناہوں سے آپ کو دکھ ہوتا ہے اور ان کی امت میں سے کوئی ان پر درود بھیجتا ہے تو وہ انہیں پہنچتا ہے اور یہی استاد ابو المنصور فرماتے ہیں کہ اجسادِ انبیاء علیہم السلام بوسیدہ نہیں ہوتے اور زمین ان کے جسم مبارک میں سے کچھ بھی نہیں کھا سکتی۔ دیکھیے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے زمانے میں فوت ہوئے اور ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ میں نے انہیں قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور حدیث معراج میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے انہیں چوتھے آسمان پر دیکھا اور آدم علیہ السلام کو آسمان دنیا پر دیکھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو انہوں نے مرحبا بابن الصالح اور مرحبا بالنبی الصالح کہا جب

---

(108): جاجَرمیین یہ جاجرمی کی جمع ہے اور جاجرمی جاجرم سے نکلا ہے۔ جاجَرم: یہ ایران کا ایک تاریخی شہر ہے اور اس کے رہنے والے والوں کو جاجمری کہا جاتا ہے

ہمارے لئے یہ اصل صحیح طور پر ثابت ہو گئی تو ہم کہتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ اپنے وصال با کمال کے بعد زندہ ہو گئے اور اپنی نبوت پر بدستور قائم ہیں (یہ استاد عبد القاہر کے کلام کا آخری حصہ ہے)

شیخ السنہ حافظ الحدیث ابو بکر بیہقی "الاعتقاد" میں فرماتے ہیں:

انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح پاک قبض کرنے کے بعد انہیں واپس لوٹا دی جاتی ہے اور وہ شہداء کی طرح اپنے رب عزوجل کے پاس زندہ ہیں اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت کو دیکھا اور ان کی امامت فرمائی اور پیارے آقا ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور یہ خبر سچی ہے اور ہمارا اسلام حضور ﷺ کی خدمت مبارکہ میں پہنچتا ہے اور یہ کہ اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا ہے

اور امام بیہقی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہم نے انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات مبارکہ پر ایک الگ کتاب لکھی ہے (یعنی حیاۃ الانبیاء علیہم السلام بعد وفاتہم) اور فرمایا کہ روح پاک قبض ہونے کے بعد بھی حضور ﷺ اللہ عزوجل کے نبی اور رسول ہیں اور اللہ عزوجل کے صفی (یعنی برگزیدہ بندے) اور اس کی ساری مخلوق میں بہترین اور پسندیدہ ہیں [109] اے اللہ عزوجل! ہمیں ان کی سنت پر زندہ رکھ اور ان کی ملت پر موت

---

(109): کتاب الاعتقاد للبیہقی، ص: ۳۰۵، مطبوعہ: دار الآفاق الجدیدہ

دے اور ہمیں ان کے ساتھ دنیا و آخرت میں جمع فرما بے شک تو ہر شے پر قدرت رکھتا ہے (یہاں علامہ بارزی کا کلام ختم ہوا)

شیخ عفیف الدین یافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل کے ولیوں پر ایسے احوال وارد ہوتے ہیں کہ جن میں وہ آسمانوں اور زمینوں کے حقائق کا مشاہدہ کرتے ہیں اور وہ اولیاء اللہ انبیاء کرام علیہم السلام کو مردہ نہیں بلکہ زندہ دیکھتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت موسی علیہ السلام کو ان کی قبر میں زندہ دیکھا واقعہ معراج میں موسی علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھنے کی حالت میں دیکھا

اور مزید فرماتے ہیں: یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ جو چیزیں انبیاء کرم علیہم السلام کو بطور معجزہ مل سکتی ہیں وہ اولیاء کرام علیہم الرحمہ کو بطور کرامت مل سکتی ہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ کرامت مقابلہ کے لئے اور برتری حاصل کرنے کے لئے نہ ہو اور فرمایا کہ ان باتوں کا انکار جاہل کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا اور فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات میں علماء کرام کے بے شمار روشن بیانات ہیں لیکن ہم اسی قدر پر اکتفاء کرتے ہیں۔

ایک اشکال اور اس کے جوابات

اور رہی ایک اور حدیث تو اس کی روایت امام احمد نے اپنی "مسند" میں اور ابو داؤد نے اپنی "سنن" میں اور امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں ابو عبد الرحمن المقری کے طریق سے روایت کی ہے جو حیاۃ بن شریح سے اور وہ ابو صخر سے وہ یزید بن عبد اللہ بن قسیط

سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا

مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ إِلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ (110)

یعنی: کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام بھیجے مگر یہ کہ اللہ عزوجل میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں

اس میں شک نہیں کہ حدیث مبارکہ کے ظاہری الفاظ سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح مبارک بعض اوقات آپ کے جسم اطہر سے جدا ہو جاتی ہے حالانکہ یہ امر احادیث سابقہ کے منافی ہے

جوابات: میں نے اس حدیث مبارکہ میں غور و فکر کیا تو مندرجہ ذیل جوابات مجھ پر ظاہر ہوئے

پہلا جواب:

ان میں سب سے کمزور جواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ راوی کو حدیث کے کسی لفظ میں غلطی ہوئی ہے جس کی وجہ سے یہ اشکال پیدا ہوا۔ علماء کرام نے اس قسم کی بے شمار غلطیوں کا ذکر کثیر احادیث کے ذیل میں کیا ہے مگر اصل اس کے خلاف ہے اس لئے کہ راوی کی غلطی کا دعوی کرنا قابل اعتماد نہیں

---

(110): سنن ابوداؤد، ج:۲، ص:۲۱۸، الرقم:۲۰۴۱، مطبوعہ: المکتبۃ العصریہ

دوسرا جواب:

یہ جواب نہایت قوی ہے اور اس کا ادراک صرف وہی شخص کر سکتا ہے جسے عربیت میں پورا کمال حاصل ہو اور وہ جواب یہ ہے کہ "رَدَّ اللہ" جملہ حالیہ ہے اور عربی قاعدہ کے مطابق جب فعل ماضی حالیہ واقع ہو تو وہاں "قد" ضرور مقدر ہوتا ہے جیسے اس آیت مبارکہ میں " اَوۡ جَآءُوۡكُمۡ حَصِرَتۡ صُدُوۡرُهُمۡ [111] آی قد حَصِرَت"

یعنی: یا تمہارے پاس یوں آئے کہ اُن کے دلوں میں سکت نہ رہی

اسی طرح یہاں بھی چونکہ فعلِ ماضی جملہ حالیہ واقع ہو رہا ہے اس لئے لفظ "قد" مقدر ماننا جائے گا اور جملہ ماضیہ کو ہر سلام بھیجنے والے کے سلام سے پہلے تسلیم کرنا ہو گا نیز لفظ "حتیٰ" یہاں تعلیل کے لئے نہیں بلکہ محض صرف عطف کے لئے جو کہ واو کے معنی میں ہے

لہذا اس تقدیر پر مذکورہ حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہو گا کہ جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے وہ اس حال میں سلام بھیجتا ہے کہ اللہ عزوجل اس شخص کے سلام بھیجنے سے پہلے ہی مجھے میری روح لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں مذکورہ حدیث مبارکہ میں اشکال اس لئے پیدا ہوا کہ جملہ رَدَّ اللہ علی کا معنی حال ہے یا استقبال؟ اور یہ گمان ہوا کہ حتی "تعلیلیہ ہے حالانکہ معاملہ ایسا نہیں

(111): پارہ نمبر:۵، سورۃ النساء، آیت نمبر:۹۰

ہماری اس تقریر سے اشکال (بحمد اللہ تعالیٰ) اپنی جڑ سے منقطع ہو گیا اور معنی کے اعتبار سے بھی اس کی تائید اس طرح ہوتی ہے کہ اگر لفظ رد کو حال یا مستقبل کے معنی میں لیا جائے تو اس سے حضور اکرم ﷺ کی روح اقدس کے لوٹائے جانے کی تکرار بھی لازم آئے گی اور روحِ پاک جسم مبارک سے بار بار جدا ہونا بھی لازم آئے گا اور روح انور کے جسم اطہر سے بار بار جدا ہونے میں دو طرح کی خرابیاں لازم آئیں گی۔

پہلی خرابی: جسم انور سے روحِ اقدس کے بار بار نکلنے کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کو تکلیف ہونا یا کم از کم حضور ﷺ کی روحِ مبارک کے خروج کے تکرار کا آپ ﷺ کی عظمت و بزرگی کی منافی ہونا

دوسری خرابی: روحِ مبارک کا بار بار خروج اور جسم میں داخل ہونا شہداء وغیرھم کی شان کے ہی خلاف ہے کیونکہ ان کے بارے میں یہ بات کہیں بھی ثابت نہیں کہ عالمِ برزخ میں ان کی ارواح بار بار جدا ہوتی ہیں تو نبی کریم ﷺ تو اس بات کے سب سے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ ﷺ کی مبارک روح ہمیشہ آپ ﷺ کے مقدس جسم میں رہے اور یہی اعلیٰ مرتبہ ہے یہی حضور ﷺ کے شان کے لائق ہے)

ایک **تیسری خرابی** بھی لازم آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ بات قرآن کریم کے مخالف ہے یعنی روح مبارک کا جسم مبارک سے بار بار خروج اور پھر واپس آنا یہ نصِ قرآنی کے خلاف ہے۔

حیات اور موت صرف دو مرتبہ ہی ہیں اور اس کی تکرار یعنی بار بار روح نکلنے اور واپس آنے سے تو بے شمار موتیں لازم آتی ہیں اور قرآن مجید کی روشنی میں یہ بات بالکل باطل ہے

اس کے علاوہ ایک **چوتھی خرابی** بھی لازم آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ بات احادیث متواترہ سابقہ کی مخالف ہے جب کہ اصول یہ ہے کہ جو چیز قرآن مجید اور سنتِ متواترہ کے خلاف ہو اس کی تاویل واجب ہے اور اگر وہ تاویل کو قبول نہ کرے تو اس کے باطل ہونے میں کوئی شک نہیں لہذا اس حدیث مبارکہ کو ہمارے ذکر کردہ معنی پر محمول کرنا واجب ہے

تیسرا جواب:

لفظ "رَدَّ" ہمیشہ مفارقت پر ہی دلالت نہیں کرتا بلکہ اس کے ساتھ کبھی مطلق صیرورۃ سے کنایہ کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل کے قول میں حضرت شعیب علیہ السلام سے حکایۃً وارد ہوا ہے کہ

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ (112)

یعنی: بیشک ضرور ہم اللہ پر جھوٹ باندھیں گے اگر ہم تمہارے دین میں آجائیں

(112): پارہ نمبر: ۹، سورۃ الاعراف، آیت نمبر: ۸۹

یہاں عود کے لفظ سے مطلق صیرورۃ مراد ہے یہ نہیں کہ پہلے حضرت شعیب علیہ السلام ان کی ملت سے نکل گئے تھے اور اب وہ نکلنے کے بعد واپس آنے کی بات کر رہے ہیں کیونکہ حضرت شعیب علیہ السلام کبھی کفار اور مشرکین کی ملت میں نہ تھے

اور اس حدیث مبارکہ میں تو اس لفظِ "رَدَّ" کے استعمال میں ایک بڑی خوبی یہ پائی جاتی ہے کہ اسے لفظی مناسبت کی رعایت کے لیے لایا گیا ہے۔ کیونکہ بعد میں "حَتّٰی اَرُدَّ علیہ السلام فرمایا یعنی کلام کی ابتداء میں "رَدَّ" اس لیے لا یا گیا کہ آخر میں "أرُدَّ استعمال کرنا تھا۔

چوتھا جواب:

یہ بہت قوی ہے وہ یہ کہ "رَدِ روح" سے یہ مراد نہیں کہ وہ بدن شریف سے خارج ہو کر بدن مبارک میں واپس آتی ہے بلکہ بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ عالمِ برزخ میں ملکوت کے احوال اور مشاہدہ الٰہی میں بالکل اسی طرح مشغول اور مستغرق ہیں جس طرح دنیا کی حیات ظاہری میں حالتِ وحی اور دوسرے اوقات میں ہوتے تھے لہٰذا اس مشاہدہ اور استغراق کی حالت سے افاقہ کو "رَدّ روح" سے تعبیر فرمایا ہے۔ اس کی نظیر علماء کا وہ قول ہے جو حدیث معراج واقع ہونے والے لفظ "استیقَظتُ" کی تشریح میں وارد ہوا ہے یہ لفظ بعض احادیثِ معراج میں مروی ہے حدیث کی عبارت یہ ہے۔ "**فاستیقظت وأنا بالمسجد الحرام** " یعنی میں نیند سے بیدار ہوا اس حال میں کہ میں مسجد حرام میں تھا۔

یہاں لفظ "استیقاظ" سے نیند سے بیدار ہونا مراد نہیں کیونکہ معراج نیند میں نہیں ہوئی بلکہ بیداری میں ہوئی

امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں لفظ رد کی تاویل میں اس وقت میرے نزدیک یہ جواب سب سے زیادہ قوی ہے اس سے قبل میں جواب ثانی کو ترجیح دے چکا ہوں اس کے بعد میرے نزدیک قوی جواب یہ ہے

پانچواں جواب:

پانچویں وجہ یہ ہے کہ کہا جائے کہ لفظ رد استمرار کو لازم ہے کیونکہ کوئی گھڑی ایسی نہیں جس میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی نہ کوئی امتی درود نہ بھیجتا ہو لہذا کوئی وقت بھی روح اقدس کے بدن اطہر میں ہونے سے خالی نہیں یعنی ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کا بدن میں ہر وقت ہونا ضروری ہے

چھٹا جواب:

کہا جا سکتا ہے کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے ذریعہ یہی بتایا گیا ہو مگر بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کی گئی کہ آپ قبر انور میں ہمیشہ زندہ رہیں گے لہذا دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں (یعنی حدیث ثانی کے حدیث اول سے متاخر ہونے کی وجہ سے) کیوں کہ دونوں میں تقدم و تاخر پایا جاتا ہے لہذا دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں

(امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) یہ وہ جوابات ہیں جو اللہ عزوجل نے مجھ پر منکشف فرمائے اور ان میں سے کوئی جواب میں نے کسی سے منقول نہیں پایا

پر یہ جوابات لکھنے کے بعد میں نے تاج الدین فاکہانی مالکی کی کتاب الفجر المنیر فیما فضل بہ البشیر النذیر کو دیکھا اس میں انہوں نے جو کچھ فرمایا وہ حسب ذیل ہے

روایت کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ عزوجل میری روح مجھے واپس عطا فرمادیتا ہے تاکہ اس کے سلام کا جواب دوں (اس روایت کو امام ترمذی کی طرف منسوب کرنا درست نہیں جیسا کہ تفصیل آگے مذکور ہے)

اس حدیث مبارکہ سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ علی الدوام یعنی ہمیشہ زندہ ہیں کہ یہ عادۃ محال ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا وقت پایا جائے کہ حضور ﷺ پر کوئی درود و سلام نہ بھیج رہا ہو خواہ دن ہو یا رات

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض کیا جائے کہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان رد اللہ الی روحی کے ساتھ آپ ﷺ کا ہمیشہ زندہ ہونا مطابقت نہیں رکھتا بلکہ اس حدیث سے تو لازم آتا ہے کہ ایک لمحے میں آپ ﷺ کئی بار زندہ ہوں اور کئی بار وفات پائیں اس لئے کہ کائنات میں ہر وقت ہر گھڑی کوئی نہ کوئی آپ علیہ السلام پر درود بھیجتا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا بلکہ ایک ساعت میں بے شمار لوگ حضور ﷺ پر درود بھیجتے ہیں

جواب: تو اس اعتراض کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ یہاں روح سے مجازا نطق (یعنی بولنے کی طاقت) مراد لیا گیا ہے گویا حضور ﷺ نے فرمایا إلا رد اللہ إلی روحی ای نطقی یعنی اللہ عزوجل میری طرف میری قوتِ گویائی لوٹا دیتا ہے اور حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الدوام زندہ ہیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حیات کے ساتھ ہر لمحہ نطق بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ثابت ہو۔ اللہ عزوجل سلام بھیجنے والے کے سلام بھیجنے کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نطق عطا فرمادیتا ہے اس میں مجاز کا علاقہ یہ ہے نطق کے لئے روح کا وجود لازم ہے جیسا کہ روح کے لیے نطق کا وجود چاہے وجود نطق بالفعل ہو یا بالقوہ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد المتلازمین سے دوسرے کو تعبیر فرمایا۔ اور ایک کو ذکر فرما کر دوسرے کو مراد لیا

اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ روح دوبارہ نہیں لوٹتی اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے

قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ [113]

یعنی: کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دو بار مردہ کیا اور دو بار زندہ کیا

امام فاکہانی کے جواب پر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کا کلام

یہ عبارت شیخ تاج الدین فاکہانی مالکی کے کلام کی ہے ان کا یہ جواب میرے بیان کردہ جوابات کے علاوہ ہے پس اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ ساتواں جواب ہوگا مگر میرے نزدیک اس جواب میں توقف یعنی نظر ہے کیونکہ اس کی ظاہری عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمِ برزخ میں زندہ ہونے کے باوجود بعض اوقات نطق سے روکے گئے ہیں اور صرف ایسے وقت قوتِ نطق دی جاتی ہے جب کوئی سلام کرنے والا انہیں سلام عرض کرتا ہے اور یہ قید بہت ہی قبیح یعنی بری بلکہ

---

(113): پارہ نمبر: ۲۴، سورۃ المؤمن، آیت نمبر: ۱۱

ممنوع ہے اس لیے کہ یہ دونوں اعتبار سے درست نہیں یعنی نقل اور عقل دونوں اس کے خلاف گواہی دیتے ہیں کہ قرآن کریم اور جو روایات نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی برزخی حالات کے متعلق آئی ہیں وہ اس بات کی صراحت کرتی ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام جس طرح چاہیں برزخ میں کلام فرماتے ہیں اور انہیں کسی بھی بات سے روکا نہیں جاتا۔ کسی بھی روایت میں یہ بات نہیں بیان کی گئی کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو برزخ میں کسی بات سے روکا جاتا ہے بلکہ تمام مومنین اور اسی طرح تمام شہداء کرام کو عالم برزخ میں کلام کرنے کی اجازت ہے جس طرح چاہیں اور کسی کلام سے انہیں روکا نہیں جاتا بلکہ کسی بھی روایت میں منع مذکور نہیں سوائے اس شخص کے جو وصیت کئے بغیر مر جائے

چنانچہ ابو شیخ بن حبان نے کتاب **الوصایا** حدیث سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من لم یوص، لم یؤذن لَہُ فِی الکلام مَعَ الموتی "، قیل: یا رَسُول اللّٰہ، وھل یتکلمون؟ قَالَ: " نعم، ویتزاورون(114)

یعنی : جو شخص وصیت کئے بغیر مر جائے گا اسے مردوں سے بات کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا مردے بھی کلام

(114): اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ج: ۴، ص: ۴۱۹، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ

کرتے ہیں ؟ فرمایا ہاں صرف کلام نہیں بلکہ وہ آپس میں ایک دوسرے کی زیارت بھی کرتے ہیں۔ (115)

امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء عظام علیہم الرضوان اپنی قبروں میں اس طرح زندہ ہیں جس طرح وہ دنیا میں زندہ تھے اس پر حضرت موسی علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ نماز کے لئے زندہ جسم کا ہونا ضروری ہے اسی طرح معراج میں انبیاء کرام علیہم السلام کو جو صفات بیان کی گئیں ہیں وہ بھی جسمانی صفات ہیں لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کے حقیقی طور پر زندہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دنیا کی طرح برزخ میں بھی ان جسموں کو دنیاوی کھانے پینے کی ضرورت رہے مگر اور ادرکات مثلا علم اور سمع تو بلاشک و شبہ انبیاء کرام علیہم السلام کو حاصل ہیں اور یہی حال باقی وفات یافت لوگوں کا ہے۔ یہاں امام سبکی کا کلام ختم ہوا۔

(امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ امام فاکہانی کے جواب کو عقل و نقل کے خلاف ہونے کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں)

عقل کی شہادت یہ ہے کہ بعض اوقات حضور ﷺ کو نطق اور گویائی سے روک دینا قید اور عذاب ہے اسی وجہ سے تارکِ وصیت کو یہ سزا دی جائے گی اور

(115): اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن فضیلت میں معتبر ہو گی

نبی کریم ﷺ اس سے منزہ ہیں لہذا نطق سے روک دینا حضور ﷺ کے وصال باکمال وپرملال کے بعد آپ کے ساتھ کسی طرح بھی لاحق نہیں ہوگا۔

جیسا کہ حضور ﷺ نے اپنے مرض وصال میں سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا

لا کرب علی ابیك بعد الیوم "[116]

یعنی: آج کے بعد تمہارے باپ پر کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

اور جب شہداء اور عام مومن ہی (سوائے ان لوگوں کے جن کو عذاب جائے گا) نطق اور گویائی سے نہیں روکے جائیں گے تو پیارے آقا ﷺ کو نطق سے کیسے روکا جا سکتا ہے؟

ساتواں جواب

شیخ تاج الدین فاکہانی کے بیان سے ایک اور جواب نکلتا ہے جسے ہم دوسرے طریقے سے بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ "روح" سے مراد نطق ہے اور "رد" سے مراد استمرار ہے یعنی جدائی کے بغیر موجود رہنا ہے جیسا کہ میرے جواب میں بیان کیا گیا۔ اس پر اس حدیث میں دو مجاز پائے گئے۔

(116): سنن ابن ماجہ، ص:۵۲۱، الرقم:۱۶۲۹، مطبوعہ: داراحیاء الکتب العربیہ

ایک مجاز لفظ رد میں ہے اور دوسرا لفظ "روح" میں یہاں پہلا استعارہ تبعیہ ہے اور دوسرا مجاز مرسل ہے اور اس بنیاد پر جیسے ہم نے تیسرے جواب میں بیان کیا ہے تو ایک مجاز فقط لفظ رد میں ہوگا۔

مذکورہ گفتگو کے اعتبار سے حدیث مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی سلام بھیجنے والا مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو میرے نطق کو اللہ عزوجل میرے لیے موجود اور باقی رکھتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں۔

آٹھواں جواب

اس جواب سے ایک اور جواب پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ لفظ "روح" سے کنایۃ سمع مراد لی جائے اور حدیث مبارکہ کے یہ معنی کئے جائیں کہ بے شک اللہ عزوجل پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور معجزہ ایسی قوتِ سماعت عطا فرمادیتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام بھیجنے والے کی آواز کو از خود خواہ کتنی ہی دور ہوں سن لیتے ہیں اور کسی پہنچانے والے کے واسطے کے بغیر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور یہاں معتاد قوتِ سمع مراد نہیں بلکہ دنیا میں بھی پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی حالت تھی کہ آپ خارق عادت باتیں سن لیتے تھے چنانچہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "أطیط السماء" یعنی آسمان کے چرچرانے کی آواز سنتے تھے [117] جیسا کہ میں نے (امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ) کتاب "المعجزات" میں بیان کردیا ہے مگر

---

(117): مصنف عبد الرزاق، ج:۹، ص:۱۷۴، الرقم: ۱۹۱۷۵، مطبوعہ: دار التاصیل

بعض اوقات یہ حالت نہ رہتی تھی (خرق عادت آوازیں سننے کی طرف بعض اوقات حضور ﷺ کی کسی حکمت کی وجہ سے توجہ نہ رہتی تھی) لیکن پھر وہ حالت لوٹ آتی تھی (یعنی وہ کسی حکمت کی وجہ سے خرق عادت کی طرف عدمِ التفات التفات میں تبدیل ہوجاتا تھا) اور کوئی بھی شیٔ آپ ﷺ کو اس سے مانع نہیں ہوتی تھی اور پیارے آقا ﷺ کی حالت برزخ بعینہ وہی ہے جو دنیا میں تھی۔

نواں جواب

اس جواب سے ایک اور جواب نکلتا ہے وہ یہ کہ لفظ "روح" سے پیارے آقا ﷺ کی سمع معتاد وہی مراد ہو اور لفظ "رد" سے مراد ملکوتی استغراق اور مشاہدہ حق تعالی سے افاقہ مراد ہو چنانچہ اللہ عزوجل حضور ﷺ کو اس وقت سلام بھیجنے والوں کی طرف مخاطب ہونے کے لئے اپنے مشاہدے اور استغراق ملکوتی سے لوٹا دیتا ہے اور جواب عطا فرمانے کے بعد آپ ﷺ اپنی سابقہ حالت کی طرف لوٹ کر استغراق ملکوتی اور مشاہدہ حق تعالی میں مشغول ہوجاتے ہیں۔

دسواں جواب

ذکر کردہ جواب سے ایک اور جواب نکلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ردروح سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ برزخ میں جن اعمال میں مشغول ہیں مثلاً امت کے اعمال کو دیکھنا اور امتیوں کی برائیوں پر ان کے لئے استغفار کرنا اور ان سے مصائب کے دور ہونے کی دعا فرمانا، اطراف زمین میں برکت دینے کے لئے آمد ورفت رکھنا اور امت مرحومہ میں سے جو صالحین

فوت ہو جاتے ہیں ان کے جنازوں پر تشریف لانا وغیرہ ذلک ان تمام اعمال سے آپ ﷺ کو فراغت حاصل ہو جائے

بے شک حضور ﷺ عالم برزخ میں ان ہی امور میں مشغول رہتے ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا جیسا کہ احادیث و آثار میں وارد ہے۔

پس جب سلام بھیجنا افضل ترین اعمال میں سے ہے اور قربت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے تو سلام بھیجنے والوں کے لئے یہ خاص عنایت ہو گی کہ حضور ﷺ سلام بھیجنے والے کو شرف عطا فرماتے ہوئے اپنے مشاغل سے فارغ ہو کر اس کی طرف جواب دیتے ہوئے توجہ فرمائیں

یہ کل دس جوابات ہیں جن کا استنباط میں نے خود کیا ہے۔

اور حافظ کہتا ہے کہ جب عقل و فکر باہم ملتے ہیں تو عجیب و غریب باتیں پیدا ہوتی ہیں اس کے بعد مجھ پر گیارہواں جواب ظاہر ہوا۔

گیارہواں جواب

اور وہ یہ ہے کہ "روح" سے روحِ حیات مراد نہیں بلکہ خوشی و راحت مراد ہے چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے

فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ (118)

(118): پارہ نمبر: ۲۷، سورۃ الواقعہ، آیت نمبر: ۸۹

یعنی: تو راحت اور خوشبودار پھول

پس بے شک را کو ضمہ (پیش) بھی پڑھا گیا ہے۔ اس تقدیر پر حدیث مبارکہ کے یہ معنی ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام بھیجنے والوں کے سلام سے نہایت خوشی و مسرت اور راحت حاصل ہوتی ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لئے سلام کو بہت محبوب رکھتے ہیں اور یہی خوشی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کا جواب دینے پر آمادہ کرتی ہے۔

بارہواں جواب

پھر بارہواں جواب میرے ذہن میں آیا اور وہ یہ کہ "روح" سے وہ رحمت مراد ہے جو درود و سلام کے اجر و ثواب سے پیدا ہوتی ہے۔

علامہ ابن اثیر نے النہایہ میں فرمایا کہ لفظ روح جس طرح قرآن مجید میں کئی معنی میں آیا ہے اسی طرح حدیث مبارکہ میں بھی متعدد معانی کے لئے آیا ہے۔ ان میں اکثر لفظ روح کا استعمال اسی روح کے معنی میں ہوتا ہے جس کے ساتھ جسم زندہ ہے۔ اس کے علاوہ قرآن، وحی، رحمت، اور جبرائیل علیہ السلام پر بھی لفظ روح کا اطلاق کیا گیا ہے (119) یہاں ابن اثیر کا کلام ختم ہوا

ابن منذر نے اپنی تفسیر میں حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ انہوں نے فروح و ریحان کو فتحِ را (یعنی را پر زبر پڑھنے) کے بجائے ضمہ کے ساتھ پڑھا (یعنی فرُوح) اور کہا کہ رُوح کے معنی ہیں رحمت اس سے پہلے حضرت انس رضی اللہ تعالی

---

(119): النہایہ فی غریب الحدیث والاثر، ج: ۲، ص: ۲۷۱، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ

عنہ کی روایت گزر چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر آپ کی قبر انور میں درود اس طرح پیش کیا جاتا ہے جس طرح لوگوں کو تحفے پیش کیے جاتے ہیں۔[120] اس حدیث میں لفظ صلوۃ سے مراد ثوابِ صلوۃ ہے اور ثوابِ صلوۃ اللہ عزوجل کی رحمت اور اس کا انعام ہے

تیرہواں جواب

اس کے بعد مجھ پر تیرہواں جواب کا انکشاف ہوا۔اور وہ یہ ہے کہ لفظ روح سے مراد وہ فرشتہ ہے جو حضور ﷺ کی قبر انور پر اللہ عزوجل کی طرف سے مقرر ہے اور جو حضور ﷺ کی امت کا درود حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتا ہے ۔ لفظ روح جبرائیل علیہ السلام کے علاوہ دوسرے فرشتوں کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے

امام راغب فرماتے ہیں کہ شرف ملائکہ کا نام ارواح رکھا جاتا ہے لہذا رد اللہ الی روحی کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ عزوجل اس فرشتے کو جو میری قبر پر مقرر ہے میری طرف بھیج دیتا ہے تاکہ وہ مجھے سلام پہنچادے

یہ وہ جوابات ہیں جو میری سمجھ میں آئے واللہ اعلم

تنبیہ: شیخ تاج الدین فاکہانی کے کلام میں دو ایسی باتیں آگئی ہیں جن پر تنبیہ کرنا ضروری ہے۔ایک یہ ہے کہ انہوں نے الا رد اللہ کو ترمذی کی طرف منسوب کیا ہے

(120):شعب الایمان،ج:۴،ص:۴۳۵،الرقم:۲۷۷۳،مطبوعہ:مکتبۃ الرشد

حالانکہ یہ غلط ہے کیوں کہ اصحابِ صحاحِ ستہ میں سے صرف ابو داؤد نے اس کی تخریج کی ہے جیسا کہ جمال الدین المزی نے الاطراف میں ذکر کیا ہے [121]

دوسری یہ کہ فاکہانی نے حدیث کو لفظ رد اللہ علی سے وارد کیا ہے۔ سنن ابی داؤد میں یہ حدیث مبارکہ اسی طرح ہے لیکن بیہقی نے رد اللہ الی روحی کے الفاظ سے بیان کیا ہے اور یہ بہت لطیف اور احسن ہے کیوں کہ الی اور علی کے دونوں صلوں میں لطیف فرق پایا جاتا ہے اس لئے کہ لفظ رد جب علی کے ساتھ متعدی ہو تو اہانت کے معنی میں آتا ہے اور الی کے ساتھ متعدی ہو تو عزت واکرام کا معنی دیتا ہے

صحاح میں ہے

اسی طرح یہ محاورہ بھی ہے ردعلیہ الشیء اذالم یقبلہ

یعنی: جب اسے قبول نہ کرے اور واپس کردے تو کہتے ہیں رد علیہ الشیء نیز یہ بھی محاورہ ہے ردہ الی منزلتہ وردالیہ جوابا ای رجع

یعنی: اس کو اس کے گھر کی طرف لوٹادیا اور اس کی طرف جواب لوٹادیا ۔اس میں رد لوٹانے کے معنی میں استعمال ہوا[122]

---

(121): تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاشراف ،ج:۱۰،ص:۲۹۷،الرقم:۱۴۸۳۹،مطبوعہ:دار الغرب الاسلامی
(122): مختار الصحاح،ص:۱۲۱،مطبوعہ:المکتبۃ العصریہ

قرآن کریم میں رد کے معانی

امام راغب فرماتے ہیں قرآن مجید میں پہلے معنی کے اعتبار سے مثالیں یہ ہیں

- يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ (123)

یعنی: وہ تمہیں اُلٹے پاؤں لوٹا دیں گے

- رُدُّوهَا عَلَيَّ (124)

یعنی: انہیں میرے پاس واپس لاؤ

- وَنُرَدُّ عَلَىٰ أَعْقَابِنَا (125)

یعنی: اور کیا ہم الٹے پاؤں پھر جائیں

مذکورہ آیات میں تینوں جگہ لفظ رد پہلے معنی میں آیا ہے۔

اور دوسرے معنی میں کی یہ مثالیں ہیں

- فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ (126)

یعنی: تو ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا

---

(123): پارہ نمبر: ۴، سورہ ال عمران، آیت نمبر: ۱۴۹
(124): پارہ نمبر: ۲۳، سورۃ ص، آیت نمبر: ۳۳
(125): پارہ نمبر: ۷، سورۃ الانعام، آیت نمبر: ۷۱
(126): پارہ نمبر: ۲۰، سورۃ القصص، آیت نمبر: ۱۳

- وَّلَئِنۡ رُّدِدۡتُّ اِلٰى رَبِّىۡ لَاَجِدَنَّ خَيۡرًا مِّنۡهَا مُنۡقَلَبًا[127]

یعنی: اور اگر مجھے میرے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو میں ضرور اس باغ سے بہتر پلٹنے کی جگہ پالوں گا

- ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ[128]

یعنی: پھر تمہیں اس کی طرف لوٹایا جائے گا جو غیب اور ظاہر کو جاننے والا ہے

- ثُمَّ رُدُّوۡۤا اِلَى اللّٰهِ مَوۡلٰٮهُمُ الۡحَـقِّ[129]

یعنی: پھر انہیں اللہ کی طرف لوٹایا جائے گا جو ان کا مالکِ حقیقی ہے

ان مذکورہ آیات میں تینوں جگہ رد دوسرے معنی میں آیا ہے

امام راغب فرماتے ہیں لفظ رد کا ایک معنی سپرد کرنا ہے کہا جاتا ہے

- رددت الحکم فی کذا إلی فلان أی: فوضته إلیه

یعنی: میں نے اس میں فیصلہ فلاں کے سپرد کر دیا

- فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ[130]

---

(127): پارہ نمبر: ۱۵، سورۃ الکہف، آیت نمبر: ۳۶
(128): پارہ نمبر: ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت نمبر: ۹۴
(129): پارہ نمبر نمبر: ۷، سورۃ الانعام، آیت نمبر: ۶۲
(130): پارہ نمبر: ۵، سورۃ النساء، آیت نمبر: ۵۹

یعنی: پھر اگر کسی بات میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اس بات کو اللہ اور رسول کی بارگاہ میں پیش کرو

- وَلَوْ رَدُّوْهُ إِلَى الرَّسُوْلِ وَإِلٰٓى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ (131)

یعنی: حالانکہ اگر اس بات کو رسول اور اپنے بااختیار لوگوں کی خدمت میں پیش کرتے

یہاں امام راغب کلام ختم ہوا

چودہواں جواب

اس جواب کی روشنی میں چودہواں جواب نکلتا ہے اور یہ کہ "رد اللہ الی روحی" سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل سلام بھیجنے والوں کے سلام کا جواب دینا حضور ﷺ کے سپرد فرمادیتا ہے اور یہ معنی اس اعتبار سے ہوگا جب روح سے مراد رحمت لی جائے اور یہ کہ اللہ عزوجل کی طرف سے جو صلوۃ ہوتی ہے وہ رحمت ہی ہوتی ہے گویا کہ جو شخص آپ ﷺ کی بارگاہ میں سلام بھیج رہا ہے اپنے حق میں اللہ عزوجل کی رحمت کا طلبگار ہے

اللہ عزوجل کی رحمت کی طلب اس حدیث مبارکہ کے معنی کو ثابت کرنے کے لئے ہے کہ

من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا (132)

---

(131): پارہ نمبر:۵، سورۃ النساء، آیت نمبر:۸۳
(132): صحیح مسلم، ج:۲، ص:۱۷، الرقم:۷۰، مطبوعہ:دار الطباعۃ العامرہ

یعنی: جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا

اور اللہ عزوجل کی طرف سے درود اس کی رحمت کے معنی میں ہے پس اللہ عزوجل نے اس امرِ رحمت کو نبی کریم ﷺ کے سپرد فرمادیا ہے کہ آپ اپنی بارگاہ میں سلام بھیجنے والے کے لئے دعا فرمائیں (اور جب پیارے آقا ﷺ دعا فرمائیں گے تو) تو آپ ﷺ کی دعا یقینی طور پر مقبول ہو گی لہذا اجورحمت سلام بھیجنے والے کو حاصل ہو گی وہ صرف اور صرف حضور ﷺ کی دعا کی برکت اور آپ ﷺ پر سلام بھیجنے کی وجہ سے حاصل ہو گی کہ ایک اعتبار سے سلام بھیجنے والے کے سلام کو قبول کرنے اور اس کو ثواب دینے کی بنیاد قرار پائے گی۔ اس لحاظ سے لفظ "روحی" میں جو اضافت ہے وہ حالی ملابست کے لئے ہو گی

اور اس کی تفسیر حدیث شفاعت میں آپ ﷺ کا فرمان ہے

فیردھا ھذا إلی ھذا وھذا إلی ھذا حتی ینتھی إلی محمد

یعنی: انبیاء کرام علیھم السلام شفاعت کے معاملے میں ایک دوسرے کی طرف محتاج ہیں یہاں تک کہ امر شفاعت حضور ﷺ کی طرف پہنچے گا۔

اور حدیث معراج میں وارد ہے کہ

لقيت ليلة أسري بي إبراهيم وموسى وعيسى فتذاكروا أمر الساعة فردوا أمرهم إلى إبراهيم فقال: لا علم لي بها فردوا أمرهم إلى موسى فقال: لا علم لي بها فردوا أمرهم إلى عيسى (133)

یعنی: جس رات معراج کرائی گی اس رات مجھے ابراہیم وموسی وعیسی علیھم السلام ملے پھر انہوں نے قیامت کا تذکرہ کیا تو بالآخر سب نے ابراہیم علیہ السلام پر معاملہ چھوڑ دیا۔ انہوں نے جواب دیا مجھے اس کا علم نہیں پھر موسی علیہ السلام پر چھوڑا انہوں نے بھی یہی کہا کہ مجھے علم نہیں پھر انہوں نے اس معاملے کو حضرت عیسی علیہ السلام پر چھوڑ دیا

حاصل کلام یہ ہے کہ اس صورت میں مذکورہ حدیث کے یہ معنی ہوں گے کہ اللہ عزوجل اس رحمت کا معاملہ جو سلام بھیجنے والے کو میرے سبب سے حاصل ہوگا میرے سپرد فرمادیتا ہے۔ تو اس رحمت کے لیے بذات خود اس طرح دعا کرتا ہوں کہ سلام بھیجنے والے کے سلام کے جواب میں لفظ سلام کہتا ہوں اور اس کے حق میں دعا کرتا ہوں۔

پندرہواں جواب

پھر اس کے بعد مجھ پر پندرہواں جواب ظاہر ہوا کہ روح سے مراد رحمت وراحت ہے جو حضور ﷺ کے قلبِ اطہر میں امت کے لئے پائی جاتی ہے اور وہ رحمت جو آپ کی ذات مقدسہ میں شامل ہے۔ (یعنی آپ ﷺ کی طبیعت مبارکہ

---

(133): سنن ابن ماجہ، ج:۵، ص:۲۰۸، الرقم:۴۰۸۱، مطبوعہ: دار الرسالۃ العالمیہ

میں شامل ہے) بعض اوقات حضور ﷺ ان لوگوں سے خفا ہو جاتے ہیں جن کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور وہ محرمات کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ حضور ﷺ پر درود بھیجنا گناہوں کی مغفرت کا سبب ہوتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ علیہ السلام نے خود ارشاد فرمایا۔

إذن تكفى همك ويغفر ذنبك (134)

یعنی: (جب تم درود کی کثرت کروگے) تو غم سے محفوظ کر دیئے جاؤ گے اور تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

پس حضور ﷺ نے خبر ارشاد فرمائی کہ جو شخص بھی مجھ پر درود وسلام بھیجتا ہے خواہ اس کے گناہ کتنے ہی زیادہ ہوں تو آپ ﷺ کی فطری رحمت و شفقت لوٹ آتی ہے اور آپ ﷺ بذات خود اس کے سلام کا جواب ارشاد فرماتے ہیں اور اس شخص کے اس سے پہلے کے گناہ پیارے آقا ﷺ کا اس کے سلام کے جواب دینے میں کوئی رکاوٹ نہیں بنتے۔

یہ نفیس اور عظیم الشان بشارت ہے اور یہ فائدہ "من" زائدہ کو "احد" منفی پر لانے سے حاصل ہوا جو استغراق میں "من" کی زیادتی سے قبل ہی ظاہر تھا (یعنی من زائدہ کو منفی پر لانے سے) مگر من کے آنے سے استغراقِ نفی پر نص ہو گئی اور اس بات کا احتمال نہ رہا کہ یہاں ذکر عام کا ہے اور مراد خاص ہے

(134): من حدیث الامام سفیان بن سعید الثوری، ص: ۵۴، الرقم: ۲۴، مطبوعہ: دار البشائر الاسلامیہ

یہ ان جوابات میں سے آخری جواب ہے جو اللہ پاک نے مجھ پر ظاہر فرمایا اگر اس کے بعد کوئی اور جواب مجھ پر ظاہر ہوا تو وہ بھی ان کے ساتھ شامل کر دیا جائے گا اور اللہ عزو جل ہی اپنے احسان و کرم سے توفیق دینے والا ہے

اس کے بعد میں نے اس حدیث کو امام بیہقی علیہ الرحمہ کی کتاب "حیاۃ الانبیاء علیھم السلام بعد وفاتھم میں ان الفاظ کے ساتھ مروی پایا۔

"وقد رد اللہ علی روحی[135]"

(اللہ عزو جل میری روح کہ مجھ پر لوٹا دیتا ہے) یعنی: امام بیہقی نے اس روایت میں لفظ "قد" صراحتاً ذکر کر دیا ہے تو اس پر میں نے اللہ عزو جل کی بہت حمد کی (یعنی شکر ادا کیا) اور یہ بات نہایت پختہ اور مستحکم ہو گئی کہ جن روایات میں لفظ "قد" مذکور نہیں ہوا وہاں لفظ "قد" محذوف ہے یا راویوں کے تصرف سے یہ لفظ چھوٹ گیا ہے۔

یہی وہ امر ہے جسے میں نے ان جوابات میں سے دوسری توجیہ میں پسند کیا تھا۔ اور اب تو اس روایت کی وجہ سے تمام توجیہات پر صرف اس توجیہ اور جواب کو راجح قرار دیتا ہوں پس یہی سب سے زیادہ قوی جواب ہے اور اس بنیاد پر حدیث مبارکہ سے مراد یہ ہے کہ وفات کے بعد اللہ عزو جل نے حضور

---

(135): ہم نے امام بیہقی کی کتاب حیاۃ الانبیاء میں لفظ قد کی صراحت نہیں پائی بلکہ امام بیہقی علیہ الرحمہ نے اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے لفظ قد کا اضافہ کیا ہے اسی طرح شعب الایمان میں بھی آپ نے حدیث کا معنی بیان کرتے ہوئے لفظ قد وارد کیا ہے

علیہ السلام پر ان کی روح مبارکہ کو ہمیشہ کے لئے لوٹا دیا ہے لہذا آپ ﷺ علی الدوام (یعنی ہمیشہ) حیات ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی شخص آپ ﷺ پر سلام بھیجے تو چونکہ آپ ﷺ زندہ ہیں اس لئے آپ ﷺ اس کے سلام کا جواب ارشاد فرماتے ہیں

اس لحاظ سے یہ حدیث مبارکہ ان احادیث مبارکہ کے مطابق ہو گئی بلکہ ان ہی حدیثوں میں سے ایک ہو گئی جو قبرِ انور میں حضور ﷺ کی حیات کے ثبوت میں وارد ہیں اور کسی بھی اعتبار سے یہ حدیث مبارکہ ان احادیث مبارکہ کے منافی نہ رہی جو حضور ﷺ کی حیات کو ثابت کرنے والی ہیں اور اللہ عزوجل ہی کے لیے حمد ہے اور اسی کا کرم واحسان ہے۔

بعض حفاظِ حدیث نے کہا اگر ہم ایک حدیث شریف کو ساٹھ ۶۰ طریقوں یعنی سندوں سے نہ لکھیں تو صحیح طور پر ہم اسے سمجھ نہ سکیں کیونکہ مختلف طرق میں ایک دوسرے روایت پر کچھ نہ کچھ زیادتی پائی جاتی ہے کبھی الفاظِ متن میں اور کبھی اسناد میں۔ اسی طرح دیگر امور بھی ناقص طریق سے واضح نہیں ہوتے اور اس طریقے سے واضح ہو جاتے ہیں جن میں زیادتی پائی جاتی ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب